حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تالیف

محمد حسیب القادری

ناشر

اکبر بُک سیلرز لاہور

حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تالیف

محمد حسیب القادری

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

نام کتاب: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
مصنف: محمد حبیب القادری
پبلشرز: اکبر بک سیلرز
تعداد: 600
قیمت: -/90 روپے

ملنے کا پتہ

ناشر
اکبر بک سیلرز

زبیدہ سینٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

انتساب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اعلانیہ کرنے والے

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام

خیالِ مرگ سے بے فائدہ انسان ڈرتا ہے
بغیر اِذن خالق کوئی جیتا ہے نہ مرتا ہے
خلافِ راہ پیغمبرؐ جو قدم بھی اٹھائے گا
کوئی رستہ نہ دیکھے گا کوئی منزل نہ پائے گا

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
حرفِ آغاز	7
نام ونسب	9
ابتدائے حال	11
قبولِ اسلام	13
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح	18
ہجرتِ حبشہ	19
مدینہ منورہ کی جانب ہجرت	21
حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح	23
غزوات میں شمولیت	24
بیعت رضوان	29
فتح مکہ	31
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اور کیفیت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	33
خلافت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	36
خلافت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	37
خلیفہ سوم حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	38
فتوحات خلافت عثمانیہ	47

تجمیع و تحفظ قرآن	59
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نظام خلافت	63
سیرتِ مبارکہ	70
شرم وحیاء	90
کشف و کرامت	94
فضائل حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	99
حلیہ مبارک	105
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ازواج	106
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات	109
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراضات	112
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت	129
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تاثرات	148
حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کا خطاب اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط	154
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وصیت	157
فرمودات	158
کتابیات	160

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود و سلام۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دین اسلام کی دعوت دی تو ابتداء میں اُم المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ اُم المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عورت ہونے کی وجہ سے گھر کے اندر تھیں' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے اس لئے ابھی وہ بھی کسی کو دعوتِ اسلام نہیں دے سکتے تھے چنانچہ اس موقع پر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہے اور دین اسلام کی تبلیغ کے لئے صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محنت اور کوششوں سے چند ہی روز میں حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

مخزن حیاء' اعبد اہل صفاء متعلق بدرگاہِ رضا' متحلّی بطریق مصطفیٰ' خلیفہ سوم حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مراتب بے شمار ہیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعلق ایک امیر گھرانے سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا تمام مال و زر دین اسلام کے لئے وقف کر دیا اور ہر مشکل گھڑی میں اپنی جان و مال کے ذریعے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اور وہ لوگ ہیں جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ مرتبہ تسلیم و رضا پر فائز تھے اور عبادت میں اخلاص برتنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ پاک تاریخ اسلامی کا ایک روشن اور درخشاں پہلو

ہے۔آپ رضی اللہ عنہ مرتبہ حیاء میں صادق تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے لہجے میں نرمی اور حلاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت رضوان لی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اللہ عزوجل سے دعا فرماتے تھے کہ اے باری تعالیٰ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری زندگی میں ہی دے دی تھی۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد منصب خلافت پر فائز ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کی طرح فتوحات کو جاری رکھا اور دین اسلام ایشیاء' افریقہ اور یورپ تک پہنچا۔آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں نام نہاد یہودی اور عیسائی پیشواء اس بات سے پریشان تھے کہ دین اسلام اپنی بنیادی اساس اخوت اور رواداری کے سبب تیزی سے پھیل رہا تھا چنانچہ ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف سازشوں کے جال بننا شروع کر دیئے جس میں اپنے بھی شامل ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ناجائز خواہشات کی تکمیل کی بجائے شہادت کو گلے سے لگایا اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت مقام خلت و دوستی' بلا و مصیبت کے درمیان' تسلیم و رضا کی روشن علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیائے عظام جب اللہ عزوجل کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور بلاؤں میں سر تسلیم خم کرتے ہیں وہ سب آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی میں کرتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو حقیقت و شریعت میں امام برحق مانتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت پاک پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد حسیب القادری

نام ونسب

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''عثمان'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' اور ''ابوعمرو'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ''ذوالنورین'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ''عفان ابن ابی العاص'' ہےاوروالدہ کانام ''اروی بنت کریز'' ہے۔

ذوالنورین کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لقب ذوالنورین کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاجزادیاں آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاجزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوااوران کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاجزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی جس کا میں نکاح کرتا تو میں اس کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہی کرتا۔

سنن بیہقی میں منقول ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کے علاوہ کبھی کسی نبی کی دو بیٹیاں ایک شخص کے نکاح میں نہیں آئیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کوذوالنورین یعنی دونوروں والا کہا گیا ہے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت:

زمانہ جاہلیت میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاجزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہواتو ان کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جن کے نام سے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت

ابو عبداللہ مشہور ہوئی۔

سلسلہ نسب:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب عبد مناف پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا والد کی طرف سے سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔

''عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابو العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔''

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔

''اروئی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔''

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نانی اُم حکیم البیضا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں اس طرح اس رشتے سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔
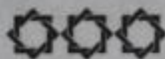
ابتدائے حال

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے چھ برس بعد طائف میں ہوئی۔ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً چھ برس چھوٹے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خاندان بنواُمیہ زمانہ جاہلیت سے ہی قریش میں غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس اس وقت قریش کی فوج کا محکمہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے قوم کے پرچم پر عقاب کا نشان تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار بھی بنواُمیہ کے معززین میں ہوتا تھا۔ ابوسفیان جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا جانی دشمن تھا اس کا تعلق بھی آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان بنواُمیہ سے تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے وقت وہی قریش کی فوج کا سپہ سالار تھا۔

قریش میں خاندانِ بنواُمیہ کو اپنے منصب اور معاشرتی ذمہ داریوں کی وجہ سے اہم مقام حاصل تھا۔ اس وقت قریش میں بنواُمیہ کے علاوہ صرف بنوہاشم کو زیادہ عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ بنوہاشم کے پاس اس وقت چاہِ زمزم اور حجاجِ کرام کی خاطر مدارت کی ذمہ داری تھی اور جب مکہ فتح ہوا تو اس وقت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ اس ذمہ داری پر فائز تھے۔ بنوہاشم چونکہ سخاوت اور فیاضی میں بے مثال تھے اس لئے جس وقت دین اسلام کا سورج طلوع ہونے لگا یہ خاندان زوال کا شکار ہونا شروع ہو گیا اور ان پر تنگ دستی کا دور شروع ہونے لگا۔ چاہِ زمزم اور حجاجِ کرام کی ذمہ داریاں بنواُمیہ نے سنبھال لیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو سب سے زیادہ مخالفت بھی بنواُمیہ نے کی۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لڑکپن میں ہی ابتدائی تعلیم وتربیت حاصل کی اور لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب اس دور کے رائج تمام مروجہ علوم پر دسترس حاصل کر لی تو اہل قریش میں آپ رضی اللہ عنہ کو نمایاں عزت ملنے لگی کیونکہ اس دور میں قریش میں صرف چند افراد ہی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تعلیم و تربیت سے فارغ ہونے کے بعد اپنے خاندانی پیشے تجارت سے وابستہ ہو گئے اور اپنا مالِ تجارت لے کر دوسرے ممالک کا سفر کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اصول پسندی اور ایمانداری کی وجہ سے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا مال تجارت کی غرض سے دینے لگے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جلد ہی اپنی ایمانداری اور نیک نیتی کی وجہ سے اپنے کاروبار میں بے پناہ اضافہ کر لیا اور کپڑے کی تجارت میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام ایک نمایاں مقام کا حامل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی اصول پسندی کی وجہ سے جلد ہی قریش کے امیر ترین افراد میں شامل ہونے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ تجارت کے ساتھ ساتھ فلاحی کاموں میں بھی پیش پیش رہتے تھے اور فقراء و مساکین کا خاص خیال رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی انہی فلاحی سرگرمیوں کے پیش نظر لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو ''غنی'' کے لقب سے پکارنے لگے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابتداء سے ہی شریف النفس تھے اور زمانہ جاہلیت کی تمام برائیوں سے کنارہ کش رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زندگی گزارنے کے لئے کچھ سنہری اصول مرتب کر رکھے تھے جن پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ دن رات ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے اہل قریش میں ایک نمایاں تاجر کی حیثیت سے اپنی شناخت بنانے میں کامیاب ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قبولِ اسلام کے بعد بھی تجارت کا پیشہ جاری رکھا اور اپنے انہی سنہری اصولوں کی بناء پر ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔

✿✿✿
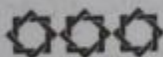
قبولِ اسلام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت نبوت کا اعلان کیا اس وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۳۴ برس تھی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابتداء میں اسلام قبول کرنے والے چند ایک مسلمانوں میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت ابتداء میں چند افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ میں ایک روز اپنی خالہ سعدی بنت کریز کے گھر گیا۔ خالہ کے گھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کا تذکرہ چھڑ گیا۔ میری خالہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی اور کہا کہ وہ صادق اور امین ہیں اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ پھر انہوں نے کاہنوں کے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ)! تمہاری دو ازواج ہوں گی جو نہایت حسین اور خوب سیرت ہوں گی، تم نے اس سے پہلے کبھی ایسی حسین عورتیں نہ دیکھی ہوں گی اور نہ ہی انہوں نے تم جیسا خاوند۔ یہ عورتیں نبی کی صاحبزادیاں ہوں گی۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خالہ کی باتیں سننے کے بعد میں اپنے دوست حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو اس وقت اسلام قبول کر چکے تھے۔ میں نے اپنی خالہ کی تمام باتیں ان کے گوش گزار کیں تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) تم سمجھدار اور معاملہ فہم ہو اور ہر کام میں غور و فکر سے کام لیتے ہو، تم جانتے ہو کہ یہ پتھر

کے بے جان بت نہ تو کسی کو کچھ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں' اگر یہ پتھر کے بت ہمیں کچھ فائدہ ونقصان نہیں دے سکتے تو یہ ہمارے رب کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اسلام کی دیگر باتیں بتائیں۔ میں ان کی باتوں سے متاثر ہوا اور ان سے کہنے لگا کہ آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں کہ یہ پتھر کے بت واقعی ہمارے معبود نہیں ہو سکتے۔ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تمہاری خالہ نے درست کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے تا کہ وہ خلق خدا کو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا درس دیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باتوں کا اثر ہوا اور انہوں نے جس طرح دلائل کے ساتھ مجھے دین اسلام کی حقانیت سے آگاہ کیا اس سے میرے دل میں دین اسلام کے متعلق کسی قسم کا کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شش وپنج میں مبتلا تھا کیونکہ میرا خاندان بنو ہاشم کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد ان کا دشمن ہو چکا تھا اور میرے خاندان کا ایک سردار ابوجہل' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی میں پیش پیش تھا۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس جگہ سے گزرے' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل تمہیں جنت کی مہمانی کے لئے بلاتا ہے تم اس کی دعوت قبول کرو' اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری اور تمام مخلوق کی رشد وہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے' اسلام قبول کرنے میں ہی سب کی بھلائی اور بہتری ہے اور میں تمہیں اسی بھلائی اور بہتری کی دعوت دیتا ہوں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے

یہ کلمات سنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تردد کے اسلام قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے اس وقت چوتھے مسلمان تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے قبل اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر چکے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خالہ کی کہی ہوئی باتیں بھی سچ ثابت ہوئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ رضی اللہ عنہ کی نکاح میں آئیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے پہلے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے حلم، حسن خلق اور صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ایسی گفتگو فرمائی تھی کہ میرے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی خواہش پیدا ہو گئی تھی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عشق کی بدولت بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی تبلیغ میں ایک کشش اور دارفتگی تھی جس کی وجہ سے جو بھی ان کی بات سنتا وہ ان کو رد نہ کرتا تھا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ کی مخالفت کرتے ہوئے اسلام قبول کیا تھا اور اس بات کا آپ رضی اللہ عنہ کو اندازہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے والے آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کریں گے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی مخالفتوں کی کچھ پرواہ نہ کی اور خود کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں دے دیا' وہ غلامی جس پر آپ رضی اللہ عنہ تادمِ شہادت فخر کیا کرتے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے خاندان کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں بالخصوص آپ رضی اللہ عنہ کے چچا حکم بن العاص نے آپ رضی اللہ عنہ کو تشدد کا نشانہ بنایا اور ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہا کہ میں تمہیں اس وقت تک آزاد نہ کروں گا جب تک تم دین اسلام کو نہیں چھوڑ دیتے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کو رسیوں میں جکڑ کر مارا جاتا' آگ جلا کر دھواں دیا جاتا مگر آپ رضی اللہ عنہ دین اسلام پر قائم رہے۔ جب حکم بن العاص نے دیکھا کہ ان کا بھتیجا کسی بھی طرح دین اسلام چھوڑنے پر راضی نہیں تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شمار قریش کے معززین میں ہوتا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا جو اس سے قبل حضور نبی کریم ﷺ جو کہ نبوت کے اعلان سے پہلے تک قریش کی نظروں میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے اور جن کی ایمانداری ہر شک وشبہ سے بالاتر تھی' ان کو اعلانِ نبوت کے بعد مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ قریش کے معاملہ فہم لوگوں میں شمار ہوتے تھے ان کو مظالم کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ چنانچہ یہی سلوک حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مکہ میں لوگوں کی فلاح و بہبود کے کاموں کی وجہ سے ایک نمایاں مقام کے حامل تھے آج وہ ان کی اذیتوں کو برداشت کر رہے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خاندان بنواُمیہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے قطع تعلقی اختیار کر لی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تمام باتوں کے باوجود خلوصِ نیت سے حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا اور اپنے جان و مال سے دین اسلام کی آبیاری کی۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم ﷺ سے پہلی ملاقات ہوئی تو اس وقت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور وہ اس ملاقات سے بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں دین اسلام کی حقانیت واضح کر چکے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کا ہم لوگوں میں کیا مقام ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے کلمہ سنا تو کانپ اٹھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سورۃ الذاریات کی آیاتِ ذیل کی تلاوت فرمائی:

> ''اے لوگو! یقین لانے والوں کے لئے زمین میں قدرت خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی کئی نشانیاں ہیں' کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا اور آسمان میں تمہارا رزق بھی ہے اور وہ چیز بھی

جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے۔ پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی، یہ بات حق ہے اور ایسی ہی یقینی ہے جیسے تم بول رہے ہو۔“

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ کلمات سنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ انہیں بھی دائرہ اسلام میں داخل فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کی مخالفت کے باوجود دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ دین اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے تعلقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مزید گہرے ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی جان و مال کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے دین اسلام کو معاشی تحفظ حاصل ہوا اور اس کا ثبوت آپ رضی اللہ عنہ کا کئی مواقع پر اپنی دولت کو بے دریغ دین اسلام کی سربلندی کے لئے خرچ کرنا ہے جس کا تذکرہ ہم اگلے صفحات میں کریں گے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شرافت اور اسلام سے نیک نیتی کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک صرف بارہ برس تھی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا جو بعدازاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد طلاق پر ختم ہوگیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے سال ہوئی۔ یہ ایک کامیاب شادی شدہ جوڑا تھا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسے اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان کے ساتھ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ صاحب حیثیت تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو کسی بھی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہونے دی اور ان کے آرام و آسائش کا ہر ممکن خیال رکھا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال رمضان المبارک ۲ ہجری میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی بیماری کی وجہ سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم رقیہ (رضی اللہ عنہا) کی تیمارداری کرو اللہ عزوجل تمہیں غزوہ بدر میں شمولیت کا ثواب عطا فرمائے گا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے فاتح واپس لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے مالِ غنیمت میں سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حصہ دیا۔

⚙⚙⚙
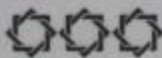
ہجرتِ حبشہ

حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد وقتاً فوقتاً جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے مشرکین مکہ نے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ جب مشرکین مکہ کے مظالم انتہاء کو پہنچ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ حبشہ میں اس وقت ایک نیک سیرت عیسائی بادشاہ نجاشی حکمران تھا۔ ہجرتِ حبشہ کا واقعہ بعثت نبوی ﷺ کے چھٹے سال پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ نجاشی اپنی مہمان نوازی اور پرہیزگاری کی وجہ سے خاص شہرت رکھتا تھا اس لئے آپ ﷺ کو اس بات کا یقین تھا کہ وہ ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے گا۔ مسلمانوں کی یہ پہلی ہجرت تھی جو مشرکین مکہ کے مظالم کی وجہ سے انہیں کرنی پڑی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی گئی۔ اس ہجرت کے پہلے قافلے میں بارہ مرد اور چار خواتین شامل تھیں جو مکہ مکرمہ سے پہلے جدہ اور پھر وہاں سے دو کشتیوں میں سوار ہو کر سمندری راستے سے حبشہ پہنچے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اپنی زوجہ حضور نبی کریم ﷺ کی دختر نیک اختر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ ہجرت کے کچھ عرصہ تک حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے حالات کی خبر نہ ہوئی اس دوران قریش کی ایک عورت حبشہ سے مکہ مکرمہ آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس عورت نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اپنی بیٹی حضرت

رقیہ رضی اللہ عنہا کا حال دریافت کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک جانور پر سوار تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی بات سن کر فرمایا: اللہ عزوجل ان دونوں کا حامی و ناصر ہو حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پہلے مہاجر ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت اختیار کی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پہلی جماعت جس نے حبشہ کی جانب ہجرت کی ان میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسلمہبن عبدالاسد رضی اللہ عنہ، حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، حضرت لیلیٰ بنت ابی ہیثمہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ، حضرت حاطب عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہجرت کے اس پہلے قافلے کے انچارج تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حبشہ میں بھی تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کے قریش نے اسلام قبول کر لیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس آ گئے مگر جب معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی ہے تو دوبارہ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔
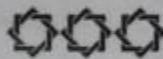
مدینہ منورہ کی جانب ہجرت

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سال مشرکین مکہ کے مظالم برداشت کرنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مسلمان جوان کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں موجود تھے انہیں مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا اور خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی حبشہ سے اپنی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو اس وقت مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک ہی کنواں تھا جس کا نام ''بیئر رومہ'' تھا اور اس کا مالک ایک یہودی تھا جو اس کا پانی فروخت کرتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ آئے تھے اس لئے ان کے لئے اس کنویں سے پانی خریدنا بہت دشوار تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں کا تذکرہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیا جنہوں نے اس کنویں کو بھاری رقم کے عوض خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں مواخات قائم کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں پہلی مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زمین کی قیمت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا سنگ

بنیاد رکھا۔ پھر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ ان کے برابر پتھر رکھیں۔ پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر پتھر رکھیں۔ پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے برابر پتھر رکھیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع پہلی مرتبہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسجد میں منقش پتھروں اور چاندی کے پتروں سے جدید تعمیر کی گئی اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ستون منقش پتھروں سے بنوائے گئے جبکہ چھت ساگوان کی لکڑی سے بنوائی اور مسجد کے رقبہ میں بھی مزید اضافہ فرمایا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کیا۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کو خدمت اسلام کا زیادہ موقع میسر آنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مسلمانوں کے لئے فلاحی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا۔ کھیتی باڑی میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی محنت اور لگن کو دیکھتے ہوئے کئی انصاریوں نے اپنی زمینیں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کھیتی باڑی کے لئے دے دیں۔
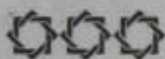
حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح

رمضان المبارک ۲ ہجری میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان کی تیمارداری کی وجہ سے غزوہ بدر میں بھی شمولیت اختیار نہ کر سکے۔ روایات میں موجود ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین میں مصروف تھے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں فتح کا پیغام لے کر آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی نورِ نظر کے وصال کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بے حد غمگین ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کے وصال کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رشتہ کے ٹوٹنے پر بھی بے حد افسردہ تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس سعادت سے دوبارہ سرفراز فرمایا اور اپنی دوسری بیٹی حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ۳ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ''ذوالنورین'' یعنی دو نوروں والے کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۸ ہجری میں ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔ اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری اور بیٹیاں ہوتیں جن کا میں نکاح کرتا تو میں ان کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کرتا۔
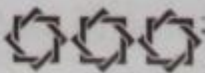
غزوات میں شمولیت

غزوہ بدر:

رمضان المبارک ۲ ہجری میں حق اور باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوہ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس غزوہ میں لشکر اسلام کی تعداد صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) تھی جبکہ ان کے مقابلے میں کفار کی تعداد قریباً ایک ہزار تھی اور وہ ہر طرح کے جنگی ساز و سامان سے لیس تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس غزوہ میں شامل ہونے کی درخواست کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی بیمار زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں جنگ میں شرکت کا بھرپور ثواب ملے گا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں کامیابی کے بعد جب مالِ غنیمت تقسیم کیا تو اس مالِ غنیمت میں سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی حصہ دیا جو اس بات کی گواہی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کو اصحابِ بدر کے برابر ثواب ملا ہے۔

غزوہ بنی غطفان:

ربیع الاول ۳ ہجری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ نجد کے علاقے زوامر میں بنی ثعلبہ اور محارب کے مشرکین جمع ہیں اور وہ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اطلاع کے ملتے ہی لشکر اسلامی کو تیار ہونے کا حکم دیا جس میں چار سو پچاس گھڑسوار مجاہدین شامل تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو

مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ماہ تک بنی ثعلبہ اور محارب کا محاصرہ کیئے رکھا جس کے بعد وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔

غزوہ احد:

شوال ۳ ہجری میں مشرکین مکہ اور لشکر اسلام کے درمیان احد کے مقام پر ایک اور معرکہ پیش آیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر شمولیت اختیار کی۔ ابتداء میں اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی لیکن تیراندازوں کا وہ لشکر جسے حضور نبی کریم ﷺ نے احد پہاڑ کی جانب تعینات کیا تھا وہ جگہ چھوڑ کر مالِ غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گیا اور کفار نے اس جانب سے لشکر اسلام پر حملہ کر دیا جس سے لشکر اسلام کو بھاری جانی نقصان ہوا اور قریباً ستر کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے جن میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس دوران جب کفار نے حضورِ نبی کریم ﷺ پر حملہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کو اپنے حصار میں لے لیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

غزوہ حمرۃ الاسد:

شوال ۳ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ مجاہدین کے ایک لشکر کے ہمراہ حمرۃ الاسد پہنچے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حمرۃ الاسد پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے دو افراد کو گرفتار کیا جن میں ابوغزہ نامی ایک شاعر بھی تھا جسے غزوہ بدر میں قید کیا گیا اور اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ کبھی دوبارہ مسلمانوں کے مقابلے پر نہیں آئے گا۔ ابوغزہ نے چونکہ وعدہ خلافی کی تھی اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا جبکہ دوسرا شخص معاویہ بن مغیرہ تھا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن مغیرہ کی سفارش کی جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس شرط پر کہ وہ تین دن کے اندر اندر مدینہ منورہ چھوڑ دے اس کو امان دے دی۔ معاویہ بن مغیرہ نے اپنا قیام مدینہ منورہ میں تین

دن سے زیادہ کرلیا جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمارہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اسے قتل کروادیا۔

غزوہ ذات الرقاع:

۴ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ مجاہدین کے ایک لشکر کے ہمراہ کفار کے چند گروہوں اور یہودیوں کے کچھ باغی قبائل کی سرکوبی کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی غیر موجودگی میں مدینہ منورہ کا انتظام وانصرام اسی طریقے سے چلایا جس طرح حضور نبی کریم ﷺ چلایا کرتے تھے۔

غزوہ خندق:

۵ھ میں معرکہ خندق پیش آیا جس میں لشکر اسلام کی تعداد تین ہزار تھی اور دشمنانِ اسلام کی تعداد چوبیس ہزار کے قریب تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جنگ کی حکمت عملی مرتب کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں شہر کے ارد گرد ایک خندق کھودنی چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے کو پسند فرمایا اور یوں پانچ گز گہری اور پانچ گز چوڑی ایک خندق شہر مدینہ کے گرد کھودی گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے خندق کی کھدائی کے لئے دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ تشکیل دیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شانہ بشانہ خندق کی کھدائی میں شامل رہے۔ کفارِ مکہ نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا مگر وہ خندق کو عبور کرنے میں ناکام رہے۔ بالآخر اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے کفار کے خیمے اکھاڑ دیئے اور کفار جو کئی روز سے مدینہ منورہ کے محاصرے سے تنگ آچکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء بھی ختم ہو چکی تھیں وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

غزوہ خیبر:

۷ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ مجاہدین کے ایک لشکر کے ہمراہ خیبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے اور لشکر اسلام نے خیبر کے سوا تمام قلعے چند ہی دنوں میں فتح کر لئے اور خیبر کا محاصرہ کرلیا۔ کچھ دنوں کے محاصرے اور تابڑتوڑ حملوں کے بعد جب خیبر فتح نہ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان کیا کہ میں علم اس شخص کو دوں گا جس سے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) محبت کرتے ہیں۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بھی یہ خواہش تھی کہ یہ علم انہیں عطا ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ علم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا جن کے دست مبارک پر خیبر کا قلعہ فتح ہوا۔

غزوہ حنین:

۸ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے کچھ عرصہ بعد مجاہدین کے ایک لشکر کے ہمراہ حنین روانہ ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ حنین کے مقام پر ہوازن اور ثقیف قبائل کے ساتھ لشکر اسلام کا مقابلہ ہوا جس میں لشکر اسلام کے دو ہزار نومسلم میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس بھگدڑ کو دیکھتے ہوئے دیگر مجاہدین کے پاؤں بھی اکھڑ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اور چند جانثار مجاہدین کے سوا میدانِ جنگ میں کوئی موجود نہ تھا۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ استقامت کا مظاہرہ کیا ان میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

غزوہ تبوک:

۹ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک

عظیم الشان لشکر لے کر رومیوں کے مقابلے کے لئے نکلے اور تبوک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام میں شامل تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوہ تبوک کے جنگی انتظامات کے لئے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیش پیش رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اس سخاوت کو دیکھتے ہوئے فرمایا: آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو بھی کرے گا اس کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ تبوک میں لشکر اسلام کے کچھ عرصہ قیام کے بعد اطلاع ملی کہ رومیوں کے حملے کی اطلاع غلط تھی چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو واپس کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

دیگر غزوات میں شمولیت:

ان غزوات کے علاوہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہر مہم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ شامل ہوتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ جہاد کیا اور جس جس موقع پر لشکر اسلام کے لئے مالی ضرورت پڑی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے اس ضرورت کو پورا کیا۔ ان غزوات میں غزوہ دومۃ الجندل، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ بنی المصطلق، غزوہ بن لحیان، غزوہ ذی قرہ و دیگر شامل ہیں۔
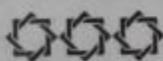
بیعت رضوان

یکم ذی الحجہ ۹ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی قصوئی پر سوار تھے جو کہ حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔ حدیبیہ گاؤں مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا کہ ان کی اونٹنی اس مقام سے آگے بڑھنے میں انکاری ہے تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔ حدیبیہ میں قیام کے دوران ہی حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے ان کی آمد کو غلط انداز میں لیا ہے اور وہ ان سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفارت کے لئے بھیجا تا کہ وہ معززین مکہ کو جا کر بتائیں کہ ہم صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی جن کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھر روانہ ہو گئے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید بن العاص کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام ابوسفیان اور دیگر معززین مکہ کو پہنچایا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس پیغام کے جواب میں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تمہیں بیت اللہ شریف کے طواف کی اجازت دیتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر لشکر اسلام کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک طوافِ کعبہ نہ کروں گا جب تک حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بیت اللہ شریف کا طواف نہ کر لیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد معززین مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا جس کے بعد لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بات پر بیعت کی کہ جب تک ہم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔ اس بیعت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

''اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اس کا وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ عنقریب اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔''

جب معززین مکہ کو اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی صلح کے لئے ایک وفد بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ حدیبیہ کی شرائط طے کیں جس پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح دستخط کیے۔
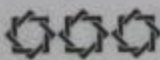
فتح مکہ

۸ ہجری میں مشرکین مکہ نے مسلمانوں کے حلیف قبیلے بنی خزاعہ کے مقابلے بنی بکر کی مدد کی جس کی وجہ سے بنی خزاعہ کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔ مشرکین مکہ کا یہ اقدام معاہدہ حدیبیہ کی صریحاً خلاف ورزی تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معززین مکہ کو لکھ بھیجا کہ وہ بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا ادا کریں اور آئندہ سے بنی بکر کی حمایت کا اعلان نہ کریں۔ اگر معززین مکہ کو یہ دونوں شرائط منظور نہیں تو پھر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا کہ معاہدہ حدیبیہ ختم ہو گیا ہے۔ مشرکین مکہ نے زعم میں آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ابوسفیان نے کوشش کی کہ کسی طرح یہ معاہدہ برقرار رہے۔ اس مقصد کے لئے وہ مدینہ منورہ پہنچا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کی کوشش کی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کے بعد ابوسفیان' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے سفارش کی درخواست کی' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ ابوسفیان' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انکار کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا لیکن حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی مدد کرنے سے یکسر انکار کر دیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے انکار کے بعد ابوسفیان' حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی درخواست کی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ابوسفیان کو انکار کر دیا کہ وہ اس معاملے میں اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

ابوسفیان جب ہر جانب سے مایوس ہو کر واپس مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ لشکر کی تیاری کے لئے جنگی سازوسامان کے علاوہ خوراک اور دیگر ضروری اشیاء کی فراہمی میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیش پیش رہے۔ رمضان المبارک ۸ ہجری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں لشکر اسلام مدینہ منورہ سے روانہ ہوا جس کی تعداد دس ہزار تھی۔ لشکر اسلام کا پہلا پڑاؤ مکہ مکرمہ کے نواح میں ہوا جہاں ابوسفیان نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر کو دارالامان قرار دیا اور اعلان کروایا کہ جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا اس کے لئے امان ہے، جس شخص نے اپنے گھر کو بند کر لیا اس کے لئے امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں داخل ہو گیا اس کے لئے بھی امان ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اعلان کے بعد اس شان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ کسی کو بھی ان کے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ پڑی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا اور مشرکین مکہ کے لئے عام معافی کا اعلان کیا جس کے بعد مشرکین مکہ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال
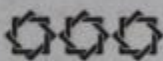
اور کیفیت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

۲۸ صفر المظفر ۱۱ ہجری بروز پیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے۔ جنگ البقیع سے واپسی پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دیگر ازواجِ مطہرات کی اجازت سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں قیام پذیر ہوگئے جہاں چندروز بیمار رہنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر آناً فاناً سارے مدینہ منورہ میں پھیل گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جوق در جوق اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کے باہر ا اہو گئے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت اس خبر کو سن کر غیر ہوگئی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ پر سکتہ طاری ہوگیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ٹانگوں میں جان باقی نہ رہی اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور اعلان کردیا کہ اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں تو میں اس کا سر قلم کردوں گا۔ اس نہایت مشکل اور کٹھن دور میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے بندے اور رسول تھے اور جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور جو شخص اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اسے موت نہیں۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت میں ٹھہراؤ پیدا ہوا اور پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونا شروع ہو گئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر سکتے سے باہر آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ابھی تک اس بات کا یقین نہیں ہوتا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر اپنی کیفیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر شدید رنج کی کیفیت طاری ہو گئی جبکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وسوسہ اور جنون کی کیفیت طاری ہو گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا اثر مجھ پر بھی ہوا۔ میں مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک ٹیلے پر بیٹھا ہوا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر رہے تھے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔ مجھے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سلام کی کچھ خبر نہ ہوئی اور انہوں نے اس بات کی شکایت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کی اور فرمایا کہ اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ رضی اللہ عنہ کو ایک عجیب بات نہ بتاؤں کہ آج میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرا اور انہیں سلام کیا لیکن انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔

حضرت محمد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سلام کیا جس کا حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب نہ دیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس بات کی شکایت کی تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور ان سے دریافت کیا کہ تمہیں ایسی کیا بات پیش آ گئی کہ تمہارے بھائی نے تمہیں سلام کیا اور تم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں سوچ میں گم تھا اور مجھے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سلام کی کچھ خبر نہ ہوئی۔ حضرت

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کیا سوچ رہے تھے؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں سوچ رہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور میں ان سے پوچھ نہ سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی شفاعت کس چیز میں ہے؟ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمت کی شفاعت کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس نے مجھ سے کلمہ حق قبول کیا اور یہی وہ کلمہ ہے جو میری اُمت کی شفاعت کا سبب بنے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا گزر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سے ہوا۔ میں نے انہیں سلام کیا مگر انہوں نے میرے سلام کا کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے دریافت فرمایا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے سعد (رضی اللہ عنہ) کے سلام کرنے کا کچھ علم نہیں۔ واللہ! میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر رہا تھا اور جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھ اور دل پر ایک پردہ پڑ جاتا ہے جس کے بعد مجھے اپنے اردگرد کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔

الغرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کیفیت بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر اوقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں رویا کرتے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جب سے میں نے اپنا دایاں ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیا ہے میں نے اس ہاتھ کو کبھی شرمگاہ کے ساتھ نہیں لگایا۔
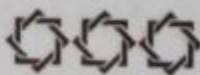
خلافت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متفقہ طور پر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین نامزد کرتے ہوئے ان کے دست حق پر بیعت کر لی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست کو دیکھتے ہوئے ان سے اُمورِ حکومت میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہر حال میں بھرپور ساتھ دیا اور ان کے ہر فیصلے کو کسی اعتراض کے بغیر قبول کیا۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد مجلس شوریٰ قائم کی جس میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل کیا گیا جو خلیفہ کا احتساب کرنے کا بھی اختیار رکھتی تھی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس مجلس شوریٰ کا رکن مقرر فرمایا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے سلسلے میں مشورہ طلب کیا اور اپنی وصیت بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہی لکھوائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہی سپرد کی۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک اور بڑا سانحہ تھا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ ایک مشفق دوست سے محروم ہو گئے۔
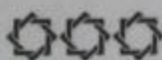
خلافت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مجلس شوریٰ کا رکن برقرار رکھا اور ہر اہم موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو فوقیت دی۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب فیروز ابولولو نے زخمی کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کو منصب خلافت کا حقدار سمجھتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ ان چھ حضرات میں سے کسی ایک کو خلیفہ چن لیا جائے۔ جبکہ ان حضرات کی مجلس شوریٰ کے انتظام میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کا ہاتھ بٹائیں گے لیکن ان کا خلافت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین دن کی مہلت مجلس شوریٰ کو دی کہ جس میں وہ کسی خلیفہ کو منتخب کریں اور حکم دیا کہ مجلس شوریٰ کے فیصلے میں کوئی دوسرا مداخلت نہ کرے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جبکہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ انہیں قبر مبارک میں اتارا۔
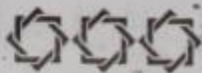
خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لئے میرے بھائیوں کو بلاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن اور سعد رضی اللہ عنہم ہیں۔ چنانچہ ان حضرات کو بلایا گیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تم چھ کے علاوہ کسی کو اس امر کے لائق نہیں پاتا اور جب تک تم میں استقامت ہے لوگوں کا امر بھی استقامت پر رہے گا۔ نیز فرمایا کہ میرے وصال کے بعد ان سب کو ایک کمرے میں بند کر دینا جہاں یہ خود میں سے ایک خلیفہ منتخب کر لیں اور اگر ان کی رائے برابر ہو جائے تو پھر یہ تمہیں (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) کو رائے بنائیں اور خلیفہ کے حتمی فیصلہ ہونے تک حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ امامت کے فرائض انجام دیں گے۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے اس کام کو تین کے حوالے کر دو۔ چنانچہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ میں خود کو اس امر

سے دستبردار کرتا ہوں۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ایک طرف لے گئے اور کہا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا آپ رضی اللہ عنہ انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو ان کی اطاعت کریں گے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور ان کو ایک طرف لے گئے اور کہا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا اُن کی اطاعت کریں گے؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی جس کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! لوگ تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی کے رشتہ سے خوب پہچانتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی شرافت اور سخاوت کی گواہی دیتے ہیں، اگر تم اس امر کے والی ہو تو تم اللہ سے ڈرنا اور انصاف سے کام لینا۔ پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! لوگ تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار کی حیثیت سے جانتا ہیں اور تمہاری شجاعت سے بھی واقف ہیں اور اس چیز سے بھی خوب واقف ہیں کہ اللہ عزوجل نے تمہیں علم اور فقہ عطا کی ہے، اگر تم اس امر کے والی ہو جاؤ تو تم اللہ سے ڈرنا اور انصاف سے کام لینا۔ الغرض حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد منتخب ہونے والے

خلیفہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اس آدمی کو جو اس خلافت کا والی ہوگا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس سے خلافت کو قریب اور بعید سب واپس لینے کا ارادہ کریں گے' میں لوگوں سے اپنے لئے خلافت باقی رکھنے میں لڑتا رہوں گا اور اگر میں جان لیتا کہ لوگوں میں سے کوئی اس کام کے لئے زیادہ قوی ہے تو میں اس کو آگے بڑھاتا تاکہ وہ میری گردن ماردیتا' یہ بات مجھے زیادہ پسند بہ نسبت اس کے کہ میں اس کا والی ہوتا۔''

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے چھ ارکان حضرت سیّدنا عثمان غنیؓ' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰؓ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ اگر تم میں سے ہر ایک رائے پر دو دو کا اجتماع ہو تو پھر مشورہ کرنا اور ایک طرف چار اور ایک طرف دو ہوں تو اکثریت کی رائے ماننا اور اگر تین تین ہوں تو پھر جس طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں اس طرف کا فیصلہ ماننا اور جو تم میں سے خلیفہ مقرر ہو تم اس کی اطاعت کرنا اور اس کی بات ماننا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ محرم الحرام ۲۴ ہجری میں مسند خلافت پر بیٹھے اور مجمع عام سے بیعت حاصل کی۔ جب لوگ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر چکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجمع عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''لوگو! سفر ابتداء میں مشکل ہوتا ہے اور آج کے دن بعد اور دن بھی آئیں گے' اگر میں زندہ رہا تو میں تم کو خطبہ آج کے طریقے پر ہی دوں گا' ہم خطیبوں میں سے نہیں ہیں اور اللہ عزوجل کی رحمت کے اُمیدوار ہیں کہ وہ ہمیں علم عطا فرمائے۔

لوگو! تم اس دارالامن مدینہ منورہ میں امن کی حالت میں قلعہ بند ہو اسی دارالامن میں تمہاری عمریں گزری جا رہی ہیں اور ایک مخصوص رفتار سے زندگی موت کی جانب بڑھ رہی ہے۔ انسان بھلائی کے کاموں میں سستی کا مظاہرہ کر رہا ہے حالانکہ اسے اپنے کل کی کوئی خبر نہیں۔

لوگو! دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں کے پیچھے شیطان تمہارا تعاقب کر رہا ہے اور تمہارے نیک اعمال کے سوا کچھ تمہارے کام نہیں آنے والا۔ اپنے آپ کو دنیا کی طلب سے بچائے رکھو اور حرص و طمع کے پردے اکھاڑ پھینکو۔ آخرت کے طلب گار رہو اور اپنی زندگیوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اور قرآنِ پاک کے مطابق بسر کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان فرمائیے کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا اور پھر اس کے ذریعے سے زمین گنجان ہو گئی' پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گا اور اللہ عزوجل ہر شے پر قدرت رکھتا ہے' مال اور اولاد دنیا کی زندگی کا حصہ ہیں اور صرف اعمالِ صالحہ ہی باقی رہنے والے ہیں' جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہے۔''

ہرمزان کا قتل:

ہرمزان ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اور لشکر اسلام کے ہاتھوں ایرانی فوج کی پسپائی کے بعد گرفتار ہو کر مدینہ منورہ لایا گیا تھا۔ ہرمزان نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اسلام قبول کر لیا اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔ ہرمزان نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مدینہ منورہ میں رہنے کی درخواست بھی کی جسے حضرت سیّدنا عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے قبول فرما لیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے فیروز ابولولو کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے سے پہلے ہرمزان کے پاس دیکھا گیا تھا اور جس خنجر سے اس نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا وہ خنجر بھی ہرمزان کے پاس موجود تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اس خنجر کو شناخت کیا اور بتایا کہ انہوں نے یہ خنجر ہرمزان کے پاس دیکھا تھا نیز فیروز ابولولو بھی ہرمزان کے پاس موجود تھا اور ان کے ساتھ ایک عیسائی غلام جفینہ بھی تھا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اشتعال میں آ کر ہرمزان کو قتل کر دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارتے دیکھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا۔ ہرمزان زخموں کی تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جو اس وقت عارضی طور پر مسند خلافت پر تشریف فرما تھے۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ نئے منتخب ہونے والے خلیفہ پر چھوڑ دیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر بیٹھے اور تمام لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر چکے تو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا کہ انہوں نے نومسلم ہرمزان کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کے قتل کا اعتراف کیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے ممبر ہونے کی حیثیت سے مشورہ دیا کہ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو قصاص کے بدلے میں قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ابھی کل حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا ہے اور آج ان کے بیٹے کا خون بہایا جائے یہ مناسب نہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مشورے کی تائید مجلس شوریٰ کے بقیہ تمام ارکان نے بھی کی جس پر حضرت

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کرسکتا کہ جس شخص کا باپ شہید کیا گیا ہو آج اس کو بھی قتل کروادوں۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مال میں سے ہرمزان کی دیت کی رقم ادا کی اور دیت کی رقم باقاعدہ بیت المال میں جمع کروائی۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مشکلات:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جس وقت منصب خلافت سنبھالا اس وقت اسلامی حکومت ملک عرب سے نکل کر دنیا کے ایک وسیع رقبے پر قائم ہو چکی تھی۔ مسلمان براعظم افریقہ، براعظم ایشیاء اور براعظم یورپ کے بیشتر حصوں پر قابض ہو چکے تھے۔ اسلام کی اس بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھتے ہوئے منافقین جو کہ بظاہر مسلمان تھے لیکن درپردہ ان کے افعل اور کردار اسلام کے خلاف تھے سازشوں میں مصروف تھے اور انہی کی سازشوں کے نتیجے میں مذہب اسلام اپنے ایک عظیم لیڈر اور خلیفہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محروم ہو گیا تھا۔ منافقوں کی سازشیں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی شر پھیلاتی رہیں جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو بے شمار مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ان مشکلات کا تذکرہ اپنی حیات میں ہی فرمادیا تھا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس دوران باغ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جنت کی بشارت دی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور باغ کے اندر تشریف لائے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد ایک مرتبہ پھر دروازہ پر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو۔ میں

نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جنت کی بشارت دی۔ انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور باغ کے اندر تشریف لا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازہ پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو بشارت دو کہ اس پر عنقریب ایک مصیبت آئے گی اور اسے جنت کی بشارت بھی دو۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی اور انہیں آنے والی مصیبت کے بارے میں بھی بتایا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے میری بات سن کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ اللہ ہی بہترین مددگار ہے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مستقبل کی مشکلات کے پیش نظر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے تمام گورنروں کو ضروری نصیحتیں اور حکم نامے جاری کیے جن میں انہیں ان کے فرائض منصبی کو صحیح طور پر ادا کرنے کی نصیحت کی اور انہیں تلقین کی کہ وہ دین اسلام کی ترقی و ترویج پر بھرپور توجہ دیں اور لوگوں کے ساتھ عدل کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک سازش کے تحت شہید کیا گیا ہے اور اب یہ سازشی ان کے خلاف بھی ضرور کوئی محاذ بنائے ہوئے ہوں گے اور انہیں ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کے نام مراسلہ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کے نام مراسلات تحریر کرتے ہوئے انہیں حکم دیا:

"اما بعد! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے فرائض منصبی میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ کرنا اور اپنی تمام تر توجہ دین اسلام کی تبلیغ اور ترقی کی جانب رکھنا' لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اپنے تمام تر

فیصلے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کرنا' عوام الناس کے ساتھ سلوک بہتر رکھنا اور ان سے بے جا محصولات وصول نہ کرنا' اپنے ذاتی خزانوں کی بجائے عوام الناس کی سہولیات کا خیال رکھنا اور ان کے حقوق کو پامال ن ہونے دینا' ذمیوں کے جو حقوق تمہارے ذمے واجب ہیں انہیں ادا کرنے میں کسی بھی قسم کی کوتاہی نہ کرنا' عدل و انصاف کی فراہمی تمہارا اولین فرض ہو' چاہئے' اپنے دشمنوں پر کڑی نظر رکھنا اور جنگ کے بعد قیدیوں سے انسانی ہمدردی اور رواداری کا سلوک کرنا' جب کسی جگہ حملہ کرنے لگو تو انہیں پہلے اسلام کی دعوت دینا' اگر وہ دعوت قبول کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں جزیہ ادا کرنے کا حکم کرنا اور اگر وہ جزیہ بھی ادا نہ کریں تو پھر ان سے جنگ کرنا' اپنے اخلاق و عادات سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانا تاکہ وہ تمہاری پیروی کرنے میں فخر محسوس کریں۔''

منصب خلافت سنبھالنے کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس بات کی سب سے پہلے کوشش کی کہ وہ مسلمانوں کے درمیان اتفاق و اتحاد کو برقرار رکھیں جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے انتظامی اُمور میں کچھ تبدیلیاں بھی کیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس سے پہلے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تھے بعد ازاں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر کے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔

۲۵ ہجری میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ اطلاعات ملیں جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کی گورنری سے معطل کر کے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ سے کوفہ کا گورنر مقرر فرما دیا۔

۲۶ ہجری میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عوام الناس کی شکایت پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کی گورنری سے ہٹا دیا۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سبکدوش کر کے ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر فرمایا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گورنروں اور عاملین کی معطلی اور تقرری حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق کیں کیونکہ ان عمال کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ معطل کرنا چاہتے تھے لیکن زندگی نے انہیں اس کی مہلت نہ دی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کے وسیع تر مفاد میں فیصلے کیے تاکہ انتظامی اُمور کو چلانے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اس ضمن میں روایات میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مثال بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجے جانے والے خراج میں کمی کر دی تھی' حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے لکھ بھیجا کہ اونٹنی اس سے زیادہ دودھ نہیں دے سکتی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا یہ جواب دوسرے گورنروں کو بھی اس طرح کی حرکت پر اُبھار سکتا تھا اور اس طرح صاف جواب کئی قسم کے شکوک وشبہات بھی پیدا کرتا تھا جس کی وجہ سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے اراکین سے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ انہیں معزول کر دیا جائے لیکن زندگی نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مہلت نہ دی اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سے معزول کیا۔
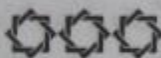
فتوحات خلافت عثمانیہ

اسکندریہ کی بغاوت:

ہرقل جب شام سے ذلیل وخوار ہو کر نکلا تو مسلمانوں نے اسکندریہ پر قبضہ کرلیا۔ مصر کے بادشاہ مقوقس نے اپنی شکست تسلیم کرلی اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر نامزد ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی گورنری سے ہٹا کر ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ چونکہ فوجی حکمت عملی کے ماہر تھے اس لئے انہیں مصر میں فوج کا سربراہِ اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اسکندریہ میں موجود رومیوں نے اس صورتحال کے پیش نظر بغاوت کھڑی کردی اوران کی مدد کے لئے ہرقل رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر لے کر اسکندریہ پہنچ گیا۔ اسکندریہ میں لشکر اسلامی کی تعداد نہایت قلیل تھی اور وہ بھی وہاں صرف انتظامی اُمور کے لئے موجود تھے کیونکہ اسکندریہ کے باشندوں نے پہلے جزیہ کی بنیاد پر صلح کرلی تھی۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اسکندریہ کے لوگوں کی بغاوت اور رومیوں کے لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس بغاوت اور رومیوں کے لشکر کا سدباب کرنے کا حکم دیا۔ رومی جو کہ اسکندریہ اوراس کے گردونواح میں اپنی حکومت دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے اور لوٹ مار میں مصروف تھے، اوران کی اس بے خبری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے پندرہ ہزار کے لشکر سمیت ان پر حملہ کردیا جس سے رومیوں کو شدید جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسکندریہ فتح کرنے کے بعد

اردگرد کے علاقوں کا رخ کیا جہاں بغاوت سر اٹھا رہی تھی تمام علاقوں سے بغاوت کو ختم کیا۔

آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح:

۲۴ ہجری میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلام نے آذربائیجان اور آرمینیہ کو بغیر جنگ کے فتح کرلیا اور ان سے سالانہ اخراج کی شرط پر صلح کرلی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تو ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ آذربائیجان کا علاقہ گورنر کوفہ کے ماتحت ہوگا۔ چنانچہ کوفہ کی فوجی چھاؤنی سے وقتاً فوقتاً آذربائیجان میں مناسب فوج کے ساتھ سپہ سالار کو تعینات کیا جانے لگا۔ اس دوران حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جانب سے اس وقت آذربائیجان میں لشکر اسلامی کے سپہ سالار تھے ان کو معطل کر دیا۔ حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے جاتے ہی آذربائیجان میں بغاوت برپا ہوگئی۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی رضی اللہ عنہ کو ہراول دستے کا سپہ سالار مقرر کیا اور انہیں آذربائیجان کی بغاوت کچلنے کے لئے روانہ کیا۔ اس کے بعد حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ خود ایک لشکر کے ہمراہ آرمینیہ میں شروع ہونے والی بغاوت کا سر کچلتے ہوئے آذربائیجان پہنچے۔

اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ دمشق کے گورنر تھے انہوں نے حضرت صہیب بن مسلمہ بن خالد فہری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر آرمینیہ کی طرف روانہ کر دیا اور حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ شہروں کے شہر فتح کرتے ہوئے رومیوں کو جزیہ پر مجبور کرتے ہوئے آرمینیہ کی جانب بڑھنے لگے۔ ہرقل کا بیٹا قسطنطین جو کہ اس وقت روم کی سلطنت پر تخت نشین تھا اس نے اسی ہزار رومیوں کا ایک لشکر حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تمام حالات سے آگاہ کیا تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں انہیں کسی

دلیر سپہ سالار کی سربراہی میں دس ہزار مجاہدین کو حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے بھیجنے کا حکم دیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خط جب حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو ملا اس وقت وہ موصل میں تھے اور آذربائیجان کو فتح کرنے کے بعد کوفہ کی جانب واپس آرہے تھے۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو آٹھ ہزار مجاہدین کے لشکر کے ہمراہ حضرت صہیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ آرمینیہ میں لشکر اسلام کا رومی افواج سے ایک زبردست مقابلہ ہوا جس کے بعد رومی فوج پسپا ہونے پر مجبور ہوگئی اور انہیں کافی جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا اور آرمینیہ باقاعدہ اسلامی سلطنت میں شامل ہوگیا۔ اس دوران لشکر اسلام آرمینیہ سے ہوتا ہوا ایشیائے کوچک تک چلا گیا اور طبرستان سے ہوتے ہوئے بحر قزوین کے مشرقی کنارے جا پہنچے۔ اس دوران شمال کی جانب فتوحات کا سلسلہ بحر اسود تک جا پہنچا۔

بحیرہ خزر کے نواح میں طبرستان کو خاصی اہمیت حاصل تھی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اس لشکر میں نوجوان مجاہدین بڑی تعداد میں موجود تھے۔ لشکر اسلام نے مختصر سی جنگ کے بعد فتح حاصل کی اور سالانہ دولاکھ درہم جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ اس معرکہ میں طبرستان، خراسان اور جرجان کے علاقے فتح ہوئے۔

افریقہ کی مہم:

افریقہ کی مہم کا آغاز ۲۵ ہجری میں شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حکم ملا کہ وہ افریقہ پر چڑھائی کریں۔ اگر افریقہ فتح ہوگیا تو مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ انہیں انعام کی صورت میں ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اجازت ملتے ہی دس ہزار سپاہ

کے ہمراہ مصر سے نکل کر برقہ کی جانب پیش قدمی کی۔ برقہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے دور میں جزیہ کی شرط پر صلح ہو چکی تھی لیکن حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بعد برقہ کے لوگوں نے بغاوت کر دی اور جزیہ کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا شروع کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جب برقہ پر دوبارہ چڑھائی کی تو ان لوگوں نے جزیہ کی ادائیگی کے لئے دوبارہ حامی بھر لی جس سے بغیر کسی جنگ کے برقہ پر دوبارہ لشکر اسلامی کا کنٹرول ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے برقہ کے بعد طرابلس کی جانب پیش قدمی شروع کر دی۔

طرابلس یونانی افریقہ کے شمالی ساحلی علاقوں میں ایک مشہور شہر تھا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت ابن جعفر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر عظیم حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر کی سربراہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کر رہے تھے جو نہایت برق رفتاری سے اپنے لشکر کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ رومیوں نے طرابلس سے باہر نکل کر مقابلہ کیا اور کچھ دنوں کی جنگ کے بعد شکست فاش سے دوچار ہوئے اور بھاری مالی و جانی نقصان اٹھانے کے بعد میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے اور طرابلس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلامی جس کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی رفتہ رفتہ آگے بڑھا اور تیونس، مراکش اور الجزائر کو فتح کرتا ہوا شمالی افریقہ کے ایک بہت بڑے حصے پر قابض ہو گیا۔

روایات میں آتا ہے کہ افریقہ پر اس وقت جرجیر کی حکومت تھی اور اس کی سلطنت طنجہ اور طرابلس کے درمیانی علاقوں کے درمیان سبیطلہ میں واقع تھی۔ جرجیر ہرقل کا ماتحت تھا۔ جب اس کو اسلامی فوج کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر عظیم

لیا اور لشکر اسلامی سے مقابلے کی غرض سے نکلا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے اس کو پیغام بھیجا کہ مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ ادا کرو۔ جرجیر نے دونوں باتوں سے انکار کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت صرف بیس ہزار مجاہدین کا لشکر تھا اور دیگر مجاہدین کو انہوں نے طرابلس کی فتح کے بعد دیگر علاقوں کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مجاہدین کو صف بندی کا حکم دیا اور یوں جنگ کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو کہ واپس مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے ان کی سربراہی میں ایک لشکر حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے بھیجا جنہوں نے نہایت برق رفتاری سے سفر طے کیا اور حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب لشکر لے کر میدانِ جنگ میں پہنچے تو اس وقت گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ لشکر اسلام کی اس تازہ دم فوج نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور رومیوں کی صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ جرجیر کو جب لشکر اسلام کے اس تازہ دم دستے کی اطلاع ملی اس نے اپنے سپہ سالاروں کی ایک میٹنگ طلب کر لی تاکہ جنگ میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے۔

اگلے روز صبح جب میدانِ جنگ میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو جرجیر نے اعلان کروا دیا کہ جو بھی حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر اس کے پاس لائے گا وہ اس سے اپنی بیٹی کی شادی کر دے گا اور اسے ایک لاکھ دینار انعام میں دیئے جائیں گے۔ جرجیر کی جانب سے اس اعلان کے بعد رومی سپاہیوں نے اپنی جان سے بے پرواہ ہو کر لشکر اسلامی پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے جس سے لشکر اسلامی میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ بھی اعلان کروا دیں کہ جو کوئی جرجیر کا سر کاٹ کر ان کے پاس لائے گا وہ اسے ایک لاکھ درہم اور جرجیر کی بیٹی کی شادی اس سے کریں گے اور اسے اس ملک کا حاکم مقرر کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام میں اعلان کروا دیا کہ جو کوئی

جرجیر کا سر کاٹ کر ان کے پاس لائے گا اسے وہ ایک لاکھ درہم انعام دیں گے اور جرجیر کی بیٹی کی شادی اس سے کر دی جائے گی اور ساتھ ہی اسے افریقہ کا حاکم بنا دیا جائے گا۔ لشکر اسلام میں اس اعلان کے بعد ایک نئی روح پیدا ہو گئی اور انہوں نے بھی رومی لشکر پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے۔

رات کے وقت جب حسب معمول جنگ بند ہوئی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ ہمیں اپنے بہترین جنگجوؤں پر مشتمل ایک دستہ علیحدہ رکھیں کیونکہ رومیوں کا لشکر بہت بڑا ہے اور انہیں وقتاً فوقتاً تازہ امداد میسر آ رہی ہے۔ جس وقت شام کو جنگ بند ہو اور رومی اپنے لشکر کی جانب واپس جانے لگیں تو ہمارا یہ تازہ دم دستہ رومی فوج پر حملہ آور ہو تاکہ جنگ کا فیصلہ بھی جلد از جلد ہو سکے۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تجویز کو پسند کیا اور تازم دم مجاہدین کا ایک لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں علیحدہ کر دیا تاکہ وہ شام کے وقت رومی فوج پر حملہ کر سکیں۔ صبح کے وقت نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد لشکر اسلام نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور جنگ کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ دوپہر کے وقت جب دونوں لشکر تھکے ماندے واپس ہوئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ہمراہ رومیوں پر حملہ کر دیا۔ رومی سمجھے کہ لشکر اسلام کی مدد کے لئے تازہ دم دستہ آن پہنچا جس سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ لشکر اسلامی جو کہ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں واپس پلٹ رہا تھا اس نے بھی دوبارہ رومی فوج پر دھاوا بول دیا جس سے رومی فوج کو بے تحاشا جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ جرجیر جو کہ بھاگ کر اپنے خیمے کی طرف بڑھ رہا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار کی زد میں آ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کر دیا۔ جرجیر کی لڑکی باپ کی چیخ سن کر خیمے سے باہر آئی اور اپنے باپ کا سر قلم دیکھ کر دوبارہ خیمے میں واپس چلی گئی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جرجیر کی لڑکی کو گرفتار کر کے لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے

حوالے کر دیا اور انہیں یہ نہ بتایا کہ جرجیر کو انہوں نے قتل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جرجیر کی بیٹی سے پوچھا جو کہ ابھی تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بے نیازی پر حیران تھی جو اتنی بڑی انعامی رقم، افریقہ کی حکومت اور اس سے شادی کو چھوڑ کر اس بات سے انکاری تھے کہ انہیں اس بات کا علم نہیں کہ جرجیر کو کس نے قتل کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر اس لڑکی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا کہ انہوں نے میرے باپ کو قتل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اقرار کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تم نے خود مجھے اس بات کا مشورہ دیا تھا اور اب تم خود ہی جرجیر کے قتل سے انکاری ہو گئے؟ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کسی لالچ اور طمع کے بغیر جہاد میں حصہ لیا اس لئے میں اس انعام کو قبول نہیں کرتا۔ جرجیر کی لڑکی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس کردار کو دیکھ کر حیران تھی۔

رومیوں کی پسپائی کے بعد لشکر اسلام شہر میں داخل ہوا اور حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے اسلامی پرچم شہر میں لہرایا۔ اس معرکہ میں بے شمار مالِ غنیمت مسلمانوں کے حصے میں آیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مالِ غنیمت کے پانچویں حصے کے ساتھ اور افریقہ کی فتح کی خوشخبری کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پانچ لاکھ دینار میں فروخت کیا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پانچ لاکھ دینار کی یہ رقم اپنے پاس سے ادا کی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس طرح مالِ غنیمت کو فروخت کرنے کے بارے میں بے شمار چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں کیونکہ اس سے پہلے کبھی مالِ غنیمت اس طرح فروخت نہیں کیا گیا تھا۔

جرجیر کے خاتمے کے بعد حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ

مصر واپس لوٹ آئے۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے واپس آتے ہی قسطنطین جو کہ ہرقل کا بیٹا تھا چھ سو کشتیوں پر اپنی فوج کے ہمراہ اسکندریہ پر حملہ آور ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو جب اسکندریہ پر قسطنطین کے حملہ کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ اسکندریہ پہنچے۔ اس دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامی فوج کے ہمراہ اسکندریہ پہنچ گئے۔ نمازِ فجر کے بعد اسلامی فوج کی صف بندی کی گئی اور گھمسان کی جنگ کے بعد رومی فوج میدانِ جنگ سے فرار ہو گئی۔ لشکر اسلام نے تباہ حال رومی فوج کا قتل عام شروع کر دیا۔ قسطنطین جو کہ زخمی ہونے کے بعد صقلیہ فرار ہو گیا وہاں اہل صقلیہ اس کی بزدلی سے نہایت برہم ہوئے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کے مطابق حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو افریقہ کی فتح کے ساتھ پانچواں حصہ انعام کے طور پر دیا مگر دیگر اکابرین نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کی مخالفت کی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو دی گئی انعامی رقم واپس لے لی۔

قبرص کی فتح:

قبرص جسے سائپرس بھی کہا جاتا ہے نہایت ہی سرسبز و شاداب جزیرہ تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی تھی لیکن حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تھا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چونکہ بحری جنگ کے خلاف تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی جانوں کا ضیاع ہو اس لئے انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت نہ دی تھی۔ جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجازت دی کہ وہ کسی بھی شخص کو لشکر میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کریں گے اور جو بھی اس لشکر میں شامل ہونا چاہے وہ اپنی مرضی سے

شامل ہو اور جو لشکر اسلام میں شامل ہو اس کی بھرپور مدد کی جائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پہلا اسلامی بحری بیڑہ تیار کیا۔ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ بحری جنگ کے ماہر مانے جاتے تھے لیکن وہ رومی بندرگاہ کے ساحل پر ابھی جہاز کا لنگر کھولنے میں مصروف تھے کہ ایک چھوٹی سی کشتی میں چند رومی فوجی آئے اور انہوں نے ان کو پہچاننے کے بعد انہیں شہید کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ مصر سے ایک جنگی بحری بیڑہ لے کر قبرص کی جانب روانہ ہوئے۔ جب دونوں اطراف سے لشکر اسلام نے قبرص کو گھیر لیا تو اہل قبرص نے صلح کی درخواست کی چنانچہ ذیل کی شرائط پر اہل قبرص سے صلح کر لی گئی۔

۱۔ اہل قبرص سالانہ سات ہزار دینار جزیہ ادا کریں گے۔

۲۔ لشکر اسلام قبرص کی حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

۳۔ اہل قبرص سمندری جنگوں میں لشکر اسلام کو دشمن کی نقل و حرکت کی اطلاع دیا کریں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کے پہلے بحری بیڑے کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس لشکر میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہوں گی اور ان کی قبر قبرص میں بنے گی۔ چنانچہ جب لشکر اسلام کا پہلا بحری بیڑہ قبرص پہنچا تو اس میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ حضرت اُم حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں اور جب وہ اپنے گھوڑے پر سوار ساحل پر اترنے لگیں تو ان کا گھوڑا بدک گیا جس کی وجہ سے وہ گر پڑیں اور ان کا وصال ہو گیا۔ ان کو قبرص کے ساحل میں ہی مدفون کیا گیا۔

روڈس کی فتح:

قبرص کی فتح کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کو لے کر روڈس پر حملہ آور ہوئے۔ روڈس اس وقت دفاعی لحاظ سے ایک اہم جزیرہ تھا۔ لشکر اسلام اور اہل روڈس

کے درمیان زبردست معرکہ ہوا جس کے بعد اہل روڈس نے شکست تسلیم کر لی۔ اس وقت روڈس میں تانبے کا ایک بہت بڑا مجسمہ تھا جس کی ایک ٹانگ جزیرہ کے ساحل پر اور دوسری ٹانگ جزیرہ کے نزدیک ایک ٹاپو پر تھی اور کوئی بھی بحری جہاز اس کی ٹانگوں کے درمیان سے گزر کر جاتا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ لشکر اسلام کے اس پہلے بحری بیڑے نے اپنی فتوحات کا آغاز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں شروع کیا۔

لشکر اسلام نے اپنی کم بحری تعداد کے باوجود اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور بحیرہ روم میں رومی افواج کے بحری طلسم کو توڑ کر رکھ دیا اور رومی افواج کو ناقابل تلافی نقصان سے دوچار کرنا شروع کر دیا۔ لشکر اسلام کے بحری معرکوں میں بہترین جنگی حکمت عملی کے سبب رومی افواج اپنے ہی علاقوں میں بے بس ہو کر رہ گئیں۔

ایرانیوں کی بغاوت:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت عبید اللہ بن معمر رضی اللہ عنہ کو ایران کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ ایرانیوں نے اصطخر اور جور کے مقامات پر بغاوت کر دی۔ باغیوں کی سرکوبی کے لئے حضرت عبید اللہ بن معمر رضی اللہ عنہ نے اصطخر پر چڑھائی کر دی جہاں گھمسان کی لڑائی کے بعد لشکر اسلام کو فتح ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ جو کہ بصرہ کے حاکم تھے وہ بھی ایک لشکر کے ہمراہ حضرت عبید اللہ بن معمر رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے آن پہنچے اور ایرانیوں کی بغاوت کا سر کچل دیا۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اس دوران ایران کے دیگر مقامات جو کہ ابھی تک فتح نہیں ہوئے تھے وہاں فوج روانہ کی جس سے نیشاپور، بلخ اور بحستان کے علاقے اسلامی حکومت کا حصہ بنے۔ نیشاپور کی فتح کے بعد سرخس، طوس، مرو، دارالجبر، جرجان، طالقان اور فاریاب کے علاقے بھی سلطنت اسلامی میں شامل ہوئے۔ جبکہ دوسری جانب اصطخر اور کرمان کی بغاوتیں کچلنے کے بعد کوہستان کا علاقہ بھی سلطنت اسلامی میں شامل ہوا۔

کابل کی فتح:

کابل کا محاصرہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر السلام نے کیا اور کئی روز کے شہر کے محاصرے کے بعد دشمن ہاتھیوں کی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکلا۔ حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ نے بے مثال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ہاتھی کی سونڈ کاٹ ڈالی جس سے وہ چیختا ہوا واپس پلٹا اور باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا۔ لشکر اسلام نے تابڑتوڑ حملے جاری رکھے جس سے دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہوں نے اپنی شکست تسلیم کرلی اور امان کی درخواست کی جسے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے قبول کرلیا۔

ترکوں کی یلغار کا جواب:

ایران میں لشکر اسلام کی فتوحات نے ترکوں پر ایک رعب طاری کر دیا اور وہ مسلمانوں کو ناقابل شکست تسلیم کرنے لگے۔ ترکوں کے دلوں میں یہ اعتقاد روز بروز زور پکڑنے لگا کہ مسلمانوں کو کوئی نہیں مار سکتا۔ ترکوں کی اس بدلتی ہوئی کیفیت کو دیکھتے ہوئے ترک بادشاہ قارن نے اپنی فوج سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان بھی تمہاری طرح انسان ہیں اور تمہارے دل و دماغ پر ان کے متعلق غلط عقیدہ رواج پکڑ رہا ہے۔ اس خطاب کے بعد قارن نے چالیس ہزار ترکوں کا ایک لشکر تیار کیا اور خراسان کی جانب پیش قدمی شروع کردی۔ حضرت قیس بن الہشیم رضی اللہ عنہ اس وقت خراسان کے حاکم تھے۔ انہوں نے اپنے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ کو خراسان میں تعینات کیا اور خود ابن عامر رضی اللہ عنہ سے مدد لینے روانہ ہوگئے۔ ترک فوج نے خراسان پر یلغار کردی اور حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ نے زبردست جنگی حکمت عملی کے ساتھ صرف چار ہزار فوج سے چالیس ہزار کے لشکر کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ اس جنگ کے دوران ہزاروں ترک قتل ہوئے اور ہزاروں قید کرلئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ کی اس بے مثال جرأت پر انہیں

خراسان کا گورنر بنادیا گیا۔

دیگر فتوحات:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۳۲ ہجری میں ترکی اور خزرجی قوموں نے آپس میں متحد ہو کر مسلمانوں پر زبردست حملہ کر دیا۔ ایک خونریز لڑائی کے بعد لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بھائی نے لشکر اسلامی کی کمان سنبھال لی۔ پھر لشکر اسلام نے جنگی حکمت عملی کے تحت گیلان کے راستہ پسپائی اختیار کی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور اس دوران حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بھی ایک لشکر لے کر ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ چنانچہ اسلامی فوج کا ایک لشکر گیلان اور جرجان کی جانب بڑھا جس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام بھی شامل تھے اور ایک خونریز لڑائی کے بعد جرجان اور گیلان پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران حضرت سلمان بن ربیعہ کی سرکردگی میں ایک لشکر نے باب پر حملہ کر دیا اور گھمسان کی لڑائی کے بعد اسے فتح کر لیا۔

الغرض حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بحیرہ روم کے متعدد علاقے فتح ہوئے۔ شمالی افریقہ اور اس سے ملحقہ دیگر علاقے میں سلطنت اسلامی کا حصہ بنے۔ وسطی ایشیاء کی کئی ریاستیں سلطنت اسلامی کا حصہ بنیں اور روم اور ایران کے وہ علاقے جہاں بھی مسلمانوں کا تسلط قائم نہ ہوا تھا وہ علاقے بھی سلطنت اسلامی میں شامل ہوئے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں کوئی علاقوں میں بغاوتیں بھی شروع ہوئیں جنہیں لشکر اسلام نے ان علاقوں پر دوبارہ حملہ کر کے ان کو زیر کر کے دوبارہ ختم کیا۔
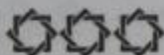
تجمیع و تحفظ قرآن

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا ایک سب سے بڑا کارنامہ تجمیع و تحفظ قرآن ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے فتوحات کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی جاری رہا جس سے مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی دولت کی ریل پیل، بیویوں اور لونڈیوں کی کثرت اور عجمی افکار و خیالات کا اثر بھی ہونے لگا۔ فتوحاتِ اسلامی کے بعد عجمیوں میں جس طرح قرآن مجید کو رائج کیا گیا اور عجمی قرآن مجید کے اساسی معنوں سے ہٹ کر جو نئے معانی اور مفہوم بخشنے لگے وہ قابل توجہ ہے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر بیٹھے تو انہیں اس امر کا احساس ہوا کہ زیادہ تر عجمی قرآن مجید کی تلاوت قرآن مجید کو سمجھے بغیر کرتے ہیں جس سے قرآن مجید میں اللہ عزوجل کی بیان کی گئی تعلیمات کی روح متاثر ہو رہی ہے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس بات کو بھی سمجھتے تھے کہ اگر ان حالات میں قرآن مجید کی روح کو بچایا نہ گیا تو پھر ہر شخص اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق نظریات اور افکار اس میں شامل کرتا رہے گا جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ کہیں وہ کفر میں شمار نہ ہو جائیں، صادق آتا تھا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنے ایک سال نہیں گزرا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ محسوس کیا کہ قرآن مجید کی قرأت اور اس کے لفظوں کی ادائیگی میں عربی تلفظ کے ساتھ ساتھ عجمی تلفظ شامل ہونے سے ایک نئی صورتحال پیدا ہو رہی تھی جو اس سے بیشتر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں

رونما نہیں ہوئی تھی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحریک پر جمع کیا تھا وہ اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا اسے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منگوایا اور اس سے بے شمار نسخے تیار کروائے اور انہیں ساری اسلامی ریاست میں پھیلایا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قرآن مجید کی قرأتوں میں اختلاف پیدا ہو گیا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے قرآن مجید کے مستند نسخے مملکت اسلامیہ کے تمام گورنروں کو ارسال کئے تا کہ قرآن مجید اپنی اصلی حالت میں رائج ہو سکے۔ قرآن مجید کی صورتوں اور قرأتوں میں اختلاف حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراز اور مزاج شناس تھے اور انہیں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے معتمد خاص ہونے کا بھی شرف حاصل تھا انہوں نے آذربائیجان' آرمینیہ' عراق اور شام کے معرکوں میں نومسلموں کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے دیکھا تو انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توجہ اس جانب مبذول کروائی کہ اگر اس کا سدباب نہ کیا گیا تو قرآن مجید اپنی اصلی شناخت اور پیغام سے ہٹ جائے گا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن مجید کا وہ نسخہ منگوایا جو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جمع کیا گیا تھا اور اس سے مختلف کاپیاں کروا کر انہیں مملکت اسلامیہ کے تمام گورنروں کو ارسال کیں تا کہ وہ قرآن مجید کو اس کی اصل میں رائج کر سکیں۔

کتب سیر کی بعض روایات میں منقول ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا جس نے قرآن مجید کی ہر آیت کو دو گواہوں کی شہادت کے ساتھ قلمبند کیا۔ جب قرآن مجید مکمل ہو گیا تو ایک مرتبہ پھر اس کی تصدیق کی گئی پھر اس کمیٹی نے اس کی مستند نقلیں تیار کیں پھر اس کے بعد ان نسخہ جات سے پہلے کے موجود تمام نسخوں کو ختم کر دیا گیا اور ان نقلوں کو عرب کے تمام علاقوں' ملک شام'

ملک عراق، ایران، یمن، بحرین، شمالی افریقہ، ترکستان اور دیگر علاقوں میں بھجوا دیا گیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید جس رسم الخط میں تحریر کیا گیا وہ رسم الخط عثمانی کے نام سے مشہور ہوا اور قرآن مجید کی تحریر عرصہ دراز تک اسی رسم الخط میں ہوتی رہی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تجمیع قرآن وتحفظ قرآن کی یہ تحریک ۲۵ ہجری کے اوائل میں مکمل ہوئی۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی ذاتی نگرانی میں تجمیع قرآن کا یہ کام مکمل کروایا اور قرآن مجید کے ان تمام نسخوں کی جو اس وقت تحریر کئے گئے ان کی تصدیق کی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ لغت قریش وعرب کے ماہر تھے اس لئے قرآن مجید کو قریشی لغت کے مطابق ترتیب دیا گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کارنامے کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ مت کہا کرو، خدا کی قسم! انہوں نے جو کچھ کیا وہ ہم سب کے مشورہ اور اتفاقِ رائے سے کیا اور قرآن مجید میں رائج زائد لغات کو منسوخ کر کے اسے اصل قریشی لغت میں جمع فرمایا کیونکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس اختلافِ قرأت کی صورت میں ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ میری قرأت تجھ سے بہتر ہے اور میں جو پڑھتا ہوں وہ صحیح ہے اور یہ فتنہ عنقریب تھا جسے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی فہم وفراست سے ختم کیا اور قرآن مجید کو ایک قرأت پر جمع کیا تاکہ کسی میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لغت قریش کے علاوہ دیگر لغات کو قرآن مجید سے حذف کر دیا۔ اکثر مفسرین کرام نے اس بات کی توجیہہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حفاظِ کرام کا جنگوں میں حصہ لینا اور ان کا شہید ہونا تھا جس کی وجہ سے اس بات کا خدشہ پیدا ہو گیا کہ قرآن مجید جو ان حفاظِ کرام کے دلوں میں موجود ہے وہ ختم نہ ہو جائے جبکہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت

میں قرآن مجید کی کئی آیتوں کی تلاوت اور قرأت میں اختلاف پیدا ہو گیا جسے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر ختم کیا تا کہ آنے والے دور میں اُمت کے درمیان انتشار پیدا نہ ہو۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قرآن مجید کے جو نسخے ترتیب دیئے گئے ان کی پشت پر ذیل کی عبارت تحریر تھی:

''یہ وہ نسخہ ہے جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے اتفاق کیا اور ان کا اجماع تمام آیاتِ قرآنی پر ہے۔''

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قرآن مجید کی جو مزید نئی کاپیاں تیار کی گئیں وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ نسخوں کی مدد سے ہی کی گئیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک کہ مسلمانوں پر ایک احسانِ عظیم ہے اور اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن بھی کہا جاتا ہے۔

❁❁❁
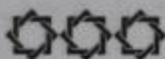
حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نظامِ خلافت

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر بیٹھتے ہی انتظامی اُمور میں چند تبدیلیاں کیں اور اور مختلف صوبوں کے گورنروں کو بھی تبدیل کیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے انتظامی اُمور میں یہ تبدیلیاں معمول کی تھیں کیونکہ ہر حکمران کا حکومت چلانے کا ایک اپنا طرزِ انداز ہوتا ہے اور وہ اپنی سوچ اور فکر کے مطابق لوگوں کا انتخاب کرتا ہے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ذیل کے گورنز مقرر کیے گئے۔

۱۔	مکہ مکرمہ	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
۲۔	طائف	حضرت قاسم بن ربیعہ ثقفی رضی اللہ عنہ
۳۔	جند	حضرت عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ
۴۔	بصرہ	حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ
۵۔	شام	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
۶۔	حمص	حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ
۷۔	اردن	حضرت ابوالاعور سلمی رضی اللہ عنہ
۸۔	بحرین	حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ
۹۔	فلسطین	حضرت علقمہ بن حکیم کندی رضی اللہ عنہ
۱۰۔	آذربائیجان	حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ
۱۱۔	اصفہان	حضرت سائب بن اقرع رضی اللہ عنہ
۱۲۔	مصر	حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ

۱۳۔ حلوان حضرت عتبہ بن نیاشی رضی اللہ عنہ

۱۴۔ قنسرین حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

صوبوں کے معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے ملک شام کی تین صوبوں میں تقسیم کو ختم کر کے ملک شام کو ایک صوبہ قرار دے دیا تا کہ انتظامی طور پر مثبت نتائج برآمد ہوں۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آرمینیہ، طبرستان، قبرص اور طرابلس فتح ہوئے تو انہیں علیحدہ علیحدہ صوبوں کا درجہ دیا گیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ملکی آمدنی میں بھی بے پناہ اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رائج ملکی نظم و نسق میں بہتری پیدا کی جس سے مصر کا خراج جو کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیس لاکھ دینار سالانہ تھا وہ چالیس لاکھ دینار سالانہ تک پہنچ گیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی انتظامی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بے شمار فتوحات ہوئیں اور بہت سا مالِ غنیمت بیت المال میں جمع ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے لوگوں کے وظائف مقرر کئے اور جن لوگوں کے پہلے سے وظائف مقرر تھے ان میں اضافہ فرمایا تا کہ لوگ خوشحال ہو سکیں۔ بیت المال سے وظائف کی ادائیگی کے علاوہ ضرورت مندوں اور محتاجوں کو اشیائے ضروریہ بھی دی جاتی تھیں۔ شہد، کپڑا اور گھی وغیرہ تقسیم کئے جاتے تھے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منادی کرتے دیکھا وہ اعلان کر رہے تھے کہ اے لوگو! صبح اپنے اپنے وظائف لینے آؤ۔ پس لوگ آئے اور اپنے وظائف لے کر جانے لگے اور پھر شام کے وقت یہ منادی کرتے: اے لوگو! آؤ اور اپنے روزینے لیتے جاؤ چنانچہ لوگ جوق در جوق آتے اور روزینے لے کر جاتے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے عوام سے

رابطہ مہم شروع کی تا کہ لوگوں سے ملکی معاملات اور نظم ونسق کے بارے میں ان کے رویوں سے آگاہی حاصل کی جائے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ نمازِ جمعہ کے خطبہ کے لئے جب منبر پر تشریف لاتے تو خطبہ کے آغاز سے پہلے دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے لوگوں ان علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے اور اگر ان کے کوئی مسائل ہوتے تو متعلقہ گورنروں کو ان علاقوں کے مسائل حل کرنے کا حکم دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے پاس آئے ہوئے سائلوں کی بات نہایت توجہ اور غور سے سنتے۔ اس سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کروا رکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو حاکم سے کوئی شکایت ہو تو وہ حج کے موقع پر آئے اور اس شکایت کو ان تک پہنچائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مقررہ شدہ گورنروں کو یہ ہدایت دے رکھی تھی کہ وہ عوام الناس کی شکایات سنیں اور ان کے مسائل کے حل کی طرف فوری توجہ کریں تا کہ عوام الناس کا حکمرانوں پر اعتماد بحال رہے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مقرر کردہ گورنروں سے کسی بھی قسم کی رعایت کے قائل نہ تھے اور اگر کسی گورنر کے خلاف کوئی شکایت ملتی تو اس کا فوری نوٹس لیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی انہی کاوشوں کی بدولت اسلامی حکومت کا نظم ونسق بہتر ہوا۔ اس سلسلے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مثال واضح ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے۔ جب انہوں نے مصر کے خراج میں کمی کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کی گورنری سے ہٹا دیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نظامِ خلافت کا ایک اور اہم ستون امراء اور گورنروں کا احتساب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلے امراء اور گورنروں کے مال واسباب کی تحقیق کی اور ان کے مال واسباب کا تمام ریکارڈ مرتب کرنے کے بعد ان کے مال واسباب کی وقتاً فوقتاً تحقیق بھی کرتے رہتے۔ اس معاملے میں آپ رضی اللہ عنہ مختلف وفود ان علاقوں میں بھیجتے جہاں کے گورنر کا احتساب کرنا ہوتا۔ ان گورنروں کی نگرانی کے لئے حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک کمیٹی بنا رکھی تھی تا کہ کسی بھی شخص کو کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی فیاضی اور مروت کی وجہ سے قریش و انصار دونوں میں یکساں مقبول تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں لوگوں کی ضروریاتِ زندگی کا بھرپور خیال رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں آمدنی میں اضافہ ہوا اور اشیائے خورد و نوش میں خوب فراوانی آئی جس کی وجہ سے لوگ خوشحال ہوئے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت قریباً بارہ برس پر محیط ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی فتوحات بے شمار ہوئیں اور اسلامی سلطنت بے پناہ وسیع ہوئی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے محکمہ فوج کو مزید فنڈز کے ساتھ بڑھایا اور فوج میں نئی بھرتیاں کی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پہلا بحری بیڑہ تیار ہوا جس نے اپنی جرأت اور بہادری کی بدولت سمندری علاقوں میں بھی اپنی دھاک بٹھائی۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گورنروں کی سطح پر بھی ایک مجلس شوریٰ قائم کی جس میں تمام صوبوں کے گورنر اور عہدیداران وقتاً فوقتاً شامل ہوتے اور اپنے اپنے مسائل سے آپ رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرتے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس مجلس شوریٰ کی سربراہی خود کرتے اور گورنروں کو انتظامی اُمور میں ان کی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا حکم دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ان کاوشوں کی بدولت عوام الناس کے لئے بے شمار فلاحی کام شروع ہوئے۔ نظامِ خلافت کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہر شخص کی رائے کو فوقیت دیتے تھے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مسند خلافت پر بیٹھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف امور میں مشورہ لینے شروع کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قریبی مشیروں میں حضرت ابوسفیان، حضرت سعید بن عاص اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس بات کا خیال رکھا کہ حقوق کی پامالی نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے

حقوق کا یکساں خیال رکھا اور اس بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کی تمام پالیسیاں واضح تھیں۔
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مختلف اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جاگیریں عطا کیں جس سے وہ آسودہ حال ہوئے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تعمیرات کی جانب کافی توجہ دی گئی اور اس سلسلے میں بے شمار سڑکیں، مہمان خانے، مساجد اور پل تعمیر کئے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ عرفات میں پانی کے حوض بنوائے اور بہت سی نئی نہروں کی کھدوائی بھی کروائی۔ کوفہ میں ایک مہمان خانہ تعمیر کروایا گیا۔ مدینہ منورہ میں آنے والے تاجروں کی سہولت کے لئے ایک بہت بڑا مہمان خانہ تعمیر کروایا گیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں سیلاب آ گیا جس سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچنے کا خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ اس خطرے کا سدباب کرنے کے لئے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چشمہ فیروز پر ایک بند تعمیر کروایا تا کہ اگر دوبارہ کبھی سیلاب آئے تو اس کا رخ مدینہ منورہ کی طرف نہ ہو سکے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے زائرین اور تاجروں کی سہولت کے لئے جدہ میں ایک بندرگاہ تعمیر کروائی۔ جدہ کی یہ بندرگاہ مکہ مکرمہ کے نزدیک ترین تھی جبکہ اس سے پہلے مکہ مکرمہ کے لوگ شیعبیہ کے مقام پر سمندری سفر کرتے تھے جو کہ مکہ مکرمہ سے نہایت دور واقع تھا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت دین اسلام کی ترقی و ترویج کا دور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں بے شمار غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ چنانچہ اس وجہ سے یہ ضرورت محسوس کی جانے لگی کہ مسجد الحرام میں توسیع کی جائے۔ اس سے قبل حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد الحرام میں توسیع کر چکے تھے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد الحرام سے ملحقہ دیگر مکان خریدے اور مسجد الحرام کے صحن میں توسیع کرتے ہوئے ایک دلان تعمیر کروایا اور باقاعدہ چاردیواری بھی تعمیر کروائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مصر سے آنے والے بیش قیمت قباطی کپڑے سے غلافِ کعبہ تیار کروایا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد الحرام کی توسیع کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کی جانب بھی خصوصی توجہ دی اور ۲۹ ہجری میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا کام شروع ہوا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کچی دیواروں کی جگہ منقش پتھروں کی دیواریں تعمیر کروائیں جبکہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت ساکھ کے تختوں سے تعمیر کروائی۔

روایات میں موجود ہے کہ جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے روز سے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا کام شروع کیا جا سکے لیکن وہ لوگ جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواح میں آباد تھے وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قربت چھوڑنے کو ہرگز تیار نہ تھے۔ بالآخر پانچ برس کی مسلسل کوششوں کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مکانات خرید لئے گئے اور پھر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا کام شروع ہوا جو کہ دس ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوا۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس توسیع میں چوراسی (۸۴) میٹر کی چوڑائی کا اضافہ کیا گیا جبکہ لمبائی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی توسیع والی برقرار رکھی گئی۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولیات:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جن کاموں میں اولیات کیں جو اس سے پہلے نہ ہوئے تھے وہ ذیل ہیں۔

۱۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔

۲۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زکوۃ کو لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا کہ وہ اپنے مال سے اپنی زکوۃ خود نکالیں۔

۳۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عیدین کی نماز سے قبل خطبہ کا آغاز کیا۔

۴۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے لوگوں کو زمینوں پر ان کے مالکانہ حقوق دیئے۔

۵۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بیت المال کے جانوروں کے لئے چراگاہ کی تعمیر کروائی۔

۶۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تکبیر میں اذان کی نسبت آواز نیچی رکھنے کا حکم جاری کیا۔

۷۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے پولیس کا محکمہ قائم کیا۔

۸۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ تھے جو اپنی والدہ کی زندگی میں خلیفہ منتخب ہوئے۔

۹۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کو ایک قرأت پر متفق کیا۔

۱۰۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسجد میں مقصورہ تعمیر کروایا تاکہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنہیں دورانِ نماز شہید کیا گیا ایسی صورتِ حال دوبارہ کبھی نہ پیدا ہو سکے۔

۱۱۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں لوگوں کو بیت المال سے وظیفے جاری کئے جن کی مقدار اتنی تھی کہ لوگ فکر معاش سے آزاد ہو گئے۔

۱۲۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مساجد میں بخورات جلانے کا رواج قائم کیا جس میں زعفران کی آمیزش ہوتی تھی۔

۱۳۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے جمعہ کی نماز میں پہلی اذان کے بعد دوسری اذان کا اضافہ کیا۔

سیرتِ مبارکہ

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں بسر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کامل الحیاء تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اور عثمان (رضی اللہ عنہ) اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت مشابہ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے داماد:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے داماد تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کیا اور جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ جب حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری کوئی اور بیٹی نکاح کے قابل ہوتی تو میں اس کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کر دیتا۔

دنیا کا بدلہ:

حضرت ابوفرات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ میں نے تیرا کان ملا تھا تو مجھ سے بدلہ لے لے۔ اس نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کان پکڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ سختی سے مل، دنیا

بدلہ کیا ہی اچھا ہے کہ آخرت میں بدلہ نہ لیا جائے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک:

٦ ہجری میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مکہ مکرمہ عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کے مقام پر قیام فرمایا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ سفارت کے لئے بھیجا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور خود ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے بیعت کی جسے بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس بیعت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیعت کے لئے پیش کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور فضیلت کی اس سے بڑی نشانی اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دست مبارک قرار دیا۔

کاتب اسرار:

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جبکہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں جانب اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہوتے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب اسرار تھے۔

باعزت لوگ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور اس

ضمن میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا زانو مبارک حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر سہارا دیئے ہوئے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر موجود پسینے کے قطروں کو صاف دیکھ رہی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ کچھ دیر بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا اور فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ)! لکھو۔ اللہ کی قسم! اللہ عزوجل نے اپنی نبی کی اُمت میں یہ منصب باعزت لوگوں کو ہی عطا کیا ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کفارہ:

مسند امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت نافع بن الحارث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں تشریف لائے اور جمعہ کے دن دارالندوہ میں داخل ہوئے اور ارادہ کیا کہ دارالندوہ سے مسجد الحرام کے جانے میں ذرا نزدیکی رہے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر گھر کی ایک کھونٹی پر ڈال دی۔ اس پر ایک کبوتر وہاں کے کبوتروں میں سے آکر بیٹھا اس کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اڑا دیا اس پر ایک سانپ لپکا اور اس نے اسے مار ڈالا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ سے فارغ ہوئے تو میں اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم دونوں میرے اوپر ایک ایسی شے کے بارے میں حکم لگاؤ جو میں نے آج کے دن کیا، میں اس گھر میں داخل ہوا اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ یہاں سے مجھے مسجد الحرام میں جانے میں نزدیکی رہے گی، میں نے اپنی چادر ایک کھونٹی پر ڈالی اور اس پر ایک کبوتر آن بیٹھا، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ میری چادر پلید نہ کردے میں نے اسے اڑا دیا اور وہ ایک اور کھونٹی پر جا بیٹھا جہاں ایک سانپ نے اسے مار ڈالا میں نے خیال کیا کہ میں نے اسے ایک ایسی جگہ سے اڑایا جو اس کے لئے امان تھی چنانچہ اس کی موت واقع ہوئی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے کفارہ میں دو دانتی بھوری بکری کے صدقہ کریں۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔

کوئی عمل نقصان نہیں دے گا:

حضرت عبدالرحمٰن بن حباب سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور جیش عسرہ کے لئے لوگوں کو آمادہ کیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں سو اونٹ بمع پالان اور کجاوہ کے دوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منبر سے نیچے تشریف لائے اور لوگوں کو جیش عسرہ کے لئے آمادہ کیا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ مزید بمع پالان اور کجاوہ کے دینے کا اعلان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ) پر آج کے دن کے بعد کوئی مواخذہ نہ ہوگا اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کو کوئی عمل نقصان نہیں دے گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا۔

روایات میں آتا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک وقت ایسا بھی آیا جب مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑ گیا اور نوبت درختوں کے پتے کھانے تک آ گئی۔ جب غزوہ تبوک کی تیاری شروع کی گئی تو اس وقت نہایت بے سروسامانی کا عالم تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد کی ترغیب دی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ سامان سے لدے ہوئے پیش کیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر جہاد کی ترغیب دی تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ مزید سامان سے لدے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی ترغیب جاری رکھی یہاں تک کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مزید ایک سو اونٹ مع سامان لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے نیچے اتر کر فرمایا: آج کے بعد کوئی عمل عثمان (رضی اللہ عنہ) کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

خالص کمائی سے خرچ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے دولت مندو! تم نے بہت بھلائی جمع کر لی، تم صدقہ کرتے ہو، غلام آزاد کرتے ہو،

حج کرتے ہو اور ہر بھلے موقع پر آگے ہوتے ہو۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ رشک کرتے ہو؟ اس شخص نے کہا: بے شک ہم تم لوگوں پر رشک کرتے ہیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ درہم جس کو کوئی اپنی خالص کمائی سے خرچ کرتا ہے وہ ان دس ہزار درہموں سے بہتر ہے جو حرام کی کمائی میں سے نکالے گئے ہوں۔

عثمان (رضی اللہ عنہ) پر کوئی مواخذہ نہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جیش عسرہ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس ہزار دینار پیش کیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دیناروں کو دیکھتے رہتے اور فرماتے جاتے: اے اللہ! میرے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو بھول نہ جانا' عثمان (رضی اللہ عنہ) پر کوئی مواخذہ نہیں وہ اس کے بعد خواہ کوئی بھی عمل کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرہ کے موقع پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کر دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار ہاتھ میں لئے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ہر گناہ کو خواہ اس نے ظاہراً کیا ہو یا چھپ کر کیا ہو یا وہ جو وہ کرنے والا ہو اس کی مغفرت فرما دے۔ پھر فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ) کو اب کسی کی پرواہ نہیں اگر اس کے بعد کوئی عمل نہ کرے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خرچ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جیش عسرہ کے موقع پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ساڑھے نو سو اونٹ اور پچاس گھوڑے دیئے جبکہ لشکر کا تہائی سامان بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمہ لیا یہاں تک کہ لشکر والوں کو کسی چیز کی حاجت نہ رہی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیش عسرہ کے موقع پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سات سو اوقیہ سونا پیش کیا۔ (اس وقت ایک اوقیہ سونا چالیس درہم کا تھا)

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد بیت المال سے تنخواہ نہ لیتے تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ مالدار تھے اس لئے اپنا خرچ خود اٹھاتے تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں شدید قحط آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ہزاروں اونٹوں کا ایک کارواں جس پر روغن زیتون اور کشمش تھی تمام کا تمام غریبوں میں تقسیم کر دیا۔

دعائے خیر:

جس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہوئی اس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مالی حالت بہتر نہ تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی زرہ بیچ کر ولیمہ کا انتظام کریں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تحفۃً دے دی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تمام ماجرا جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

انفاق فی سبیل اللہ:

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا۔ اتفاق سے ان دنوں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کئی سو اونٹ غلے کے بذریعہ تجارت

منگوائے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ غلے کے اونٹ انہیں فروخت کر دیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو انکار کر دیا جس سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بہت افسوس ہوا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غلے کے تمام اونٹ اہل مدینہ میں تقسیم کر دیئے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بیچے؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے ان کی قیمت کم دے رہے تھے جبکہ میں نے انہیں اپنے رب کے ہاتھوں زیادہ منافع پر فروخت کیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کے اس انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ سے بے حد خوش ہوئے۔

کنواں خرید کر وقف کر دیا:

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہیں مدینہ منورہ کا پانی پسند نہ آیا کیونکہ وہ پانی کھارا تھا۔ اس وقت مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا ایک کنواں تھا جس کا مالک ایک یہودی تھا۔ وہ یہودی اس کنویں کا پانی بیچا کرتا تھا اور ایک مشک پانی ایک مد کے عوض بیچا کرتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ جو اس کنویں کو خرید کر وقف کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں پینتیس (۳۵) ہزار درہم میں خرید کر وقف کر دیا۔

منافقین کے چہروں پر غم کے آثار:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے لوگوں کو بھوک کی سختی لگی یہاں تک کہ آثارِ غم ہم ایک دوسرے کے چہروں پر دیکھ رہے تھے۔ منافقین کے چہرے اس وقت خوشیوں سے دمک رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو فرمایا: اللہ کی قسم! سورج غائب نہیں ہوگا کہ اللہ عزوجل تمہارے پاس

رزق بھیج دے گا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت چودہ اونٹ مع غلہ کے خریدے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھ کر منافقین کے چہروں پر غم کے آثار نمایاں ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی۔

جنت کی خوشخبری:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ عشرہ مبشرہ وہ دس خوش نصیب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں موجود تھا اور اس باغ کا دروازہ بند تھا۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے، میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دی اور انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور کہو کہ عنقریب تم ایک آزمائش سے گزرنے والے ہو۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی

رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنایا تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ عزوجل ہی بہترین مدد کرنے والا ہے۔ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف فرما ہو گئے۔

سنگریزوں کے نشان:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں اپنے سرہانے ایک چادر رکھے سو رہے تھے۔ لوگ آتے تو آپ رضی اللہ عنہ اٹھ کر بیٹھ جاتے اور جب لوگ چلے جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ لیٹ جاتے۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہتا جو لوگ آتے آپ رضی اللہ عنہ ان کی بات نہایت توجہ سے سنتے۔ آپ رضی اللہ عنہ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد مسجد نبوی ﷺ میں جا کر قیلولہ فرماتے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ اٹھتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر سنگریزوں کے نشان ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ میں سب سے مالدار تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ مسجد کے کھلے فرش پر لیٹتے تھے یہاں تک کہ جسم پر سنگریزوں کے نشان پڑ جاتے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لباس:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اگرچہ مال دار تھے لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ کا لباس نہایت معمولی ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی چادر کی قیمت زیادہ سے زیادہ آٹھ درہم تھی جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی قمیض کی قیمت بھی آٹھ درہم سے زیادہ نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ پاؤں میں جو جوتی پہنتے تھے وہ باریک تسمے والی اور درمیان سے کٹی ہوئی ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ ابن شداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نماز جمعہ کے وقت منبر پر بیٹھے دیکھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت جو لباس زیب تن کیا ہوا تھا اس کی قیمت کسی طرح بھی پانچ درہم سے زیادہ نہ تھی۔

حضرت عبدالملک بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے روز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا آپ رضی اللہ عنہ نے ایک عدنی موٹا تہہ بند باندھ رکھا تھا جبکہ ایک معمولی کوفی چادر آپ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر تھی۔

تواضع اور انکساری:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل نے بے پناہ رزق عطا فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنا مال و دولت غریبوں میں لٹاتے رہتے تھے اور جتنا لٹاتے اللہ عزوجل اس سے دوگنا آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مزاج میں انکساری اور عجز کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ بے تحاشا دولت ہونے کے باوجود بھی آپ رضی اللہ عنہ کبھی مغرور نہ ہوئے تھے۔ مہمان نوازی کو پسند کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خوراک نہایت ہی سادہ تھی اور زیادہ تر کھانے میں شہد اور زیتون کا استعمال فرماتے تھے۔ کبھی کبھار بھنا ہوا گوشت کھاتے تھے جبکہ ایک وقت میں دستر خوان پر ایک ہی کھانا پسند کرتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء:

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا اور ہم نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ میں اس جانب تھا جو بیت اللہ شریف کے ساتھ متصل ہے اور جب ہم رکن غربی پر پہنچے تو میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو کھینچا تاکہ وہ اس گوشہ کو بوسہ دیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیوں کھینچ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ اس گوشہ کا استلام نہ کریں گے؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے عرض کیا: ہاں کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں مغربی کونوں کا استلام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر کیا تمہارے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کافی نہیں

ہے۔ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر اپنے آپ کو اس کونے سے دور رکھو۔

برکت کی دعا:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی شادی میں شرکت کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے آگے کھانا رکھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں روزہ سے ہوں لیکن میں نے یہ پسند کیا کہ میں اپنے مسلمان بھائی کی دعوت میں شامل ہوں اور اس کے لئے برکت کی دعا کروں۔

احسن الاخلاق:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریش میں سے تین حضرات تمام لوگوں سے زیادہ روشن چہرہ اور احسن الاخلاق تھے اور اگر وہ کوئی بات کہتے تھے تو جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ یہ حضرات حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے مشابہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا ان کے ہاتھ میں اس وقت کنگھی تھی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ ابھی ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں اور میں نے ان کے سر میں کنگھی کی تو انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تو عثمان (رضی اللہ عنہ) کو کیسا خیال کرتی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ بھلا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کا اکرام ملحوظ رکھنا اس لئے کہ وہ اخلاق میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان قرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا اس وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کا سر دھو رہی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میری بیٹی! تو عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خدمت اچھے طریقے سے کیا کر کیونکہ یہ میرے اصحاب میں سے اخلاق میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔

زیادتی محبت:

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر جب کوئی بچہ ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اسے پھٹے پرانے کپڑے میں لپیٹتے اور اس کو سونگھتے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس طرح کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسا اس وجہ سے کرتا ہوں کہ جب اس بچہ پر کوئی مصیبت پڑے تو میں اس کو محسوس کروں یعنی میں زیادتی محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہوں۔

تواضع:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح سوئے ہوئے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اردگرد کوئی نہ تھا حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے۔

حضرت ہمدانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ خچر پر سوار تھے اور اسی خچر پر آپ رضی اللہ عنہ کا غلام نائل (رضی اللہ عنہ) بھی سوار تھا حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین تھے۔

حضرت عبداللہ رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ رات کے وضو کے پانی کا انتظام خود فرماتے تھے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ کہا گیا کہ یہ کام خادموں کو کرنے دیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں، رات ان کے آرام کرنے کے لئے ہے۔

حضرت زبیر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان کی دادی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خادمہ تھیں وہ فرماتی تھیں کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سارا سال روزے رکھتے تھے اور کبھی رات میں کسی خادم کو سوتے ہوئے نہیں جگاتے تھے۔

بیہقی شریف میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے آتے پڑاؤ پر ٹھہر جاتے تھے اور لوگ جب مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے سوار ہوتے تو اپنے پیچھے بچوں کو بٹھا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس وجہ سے ایسا کرتا ہوں تا کہ لوگ مجھے بادشاہوں کی طرح نہ سمجھیں کہ جس کی سواری کے پیچھے بچے چلتے ہوں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قائل تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہا کرو اس سے بیشتر کہ تم پر شر مسلط کر دیا جائے اور ان پر تمہارے بھلے بددعا کریں مگر اس دعا کی اجابت نہ کی جائے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عقیدت:

ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) جہنمی ہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ انہوں نے نئی بات ایجاد کی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیری کوئی بیٹی ہو تو کیا تو اس کی شادی بغیر مشورہ کئے ہوئے کرے گا؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو کیا میری رائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے جو انہوں نے اپنی دو بیٹیوں کے بارے میں کی اس سے بہتر ہو سکتی ہے اور تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بھی بتا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا ارادہ فرماتے تھے تو اللہ عزوجل سے استخارہ کرتے تھے یا نہیں؟ اس شخص نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم استخارہ کرتے تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کی رائے دی یا نہیں۔ اس نے کہا: بے شک اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کی رائے دی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر تو مجھے بتا کہ کیا اللہ تعالیٰ کی رائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بیٹیوں کی شادی کے معاملے میں

درست نہ تھی اور اگر تو نے کبھی دوبارہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کئے تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔

رحمدلی کا مجسمہ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل و غارت سے نفرت تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کسی فرد کے خون کو بہانا روا نہیں سمجھتے تھے اس لئے اسلام کی ترقی و ترویج کی خاطر اور مسلمانوں کو آپس میں متحد رکھنے کی خاطر خود شہید ہو گئے لیکن مسلمانوں کو آپس میں نہیں لڑنے دیا۔ انسانی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ ایسا حاکم جس کے دورِ حکومت میں سلطنت اتنی وسیع ہو اور وہ اپنے گھر میں نظر بند کر کے شہید کر دیا جائے اور اس کے ذاتی خدام کو بھی اس بات کی اجازت نہ ہو کہ وہ باغیوں کے خلاف تلوار اٹھا سکے۔

بصیرت اور سچی فراست:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے راستہ میں انہوں نے ایک عورت کو دیکھا تھا جو بہت حسین تھی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ میرے پاس آتے ہیں جن کی آنکھوں میں واضح زنا کے آثار ہوتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل ہوئی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں مگر بصیرت اور سچی فراست ہے۔

لوگوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کی ترغیب:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں بہت سے پیچیدہ اُمور ک فیصلہ بھی کیا ہے اور ان فیصلوں کو سراہا بھی گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی وصولی کا نظام ختم کر کے لوگوں کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ اپنے مال سے زکوٰۃ خود ادا کریں۔ جب ما رمضان شروع ہوتا یا ماہِ محرم الحرام شروع ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ منادی کرواتے کہ زکوٰۃ نکالنے ک مہینہ آ گیا ہے اپنے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دو۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں زکوٰۃ کا معاملہ تم لوگوں کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں یہ اللہ عزوجل کا فرض کیا ہوا امر ہے۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ زراعت' معدنیات اور اس سے ملحقہ دوسری چیزوں کی زکوٰۃ حکومت وصول کرے گی جبکہ نقد رقم اور سونا' چاندی کی زکوٰۃ مسلمان اپنے ضمیر کے مطابق جوان پر واجب الادا ہوگی اسے ادا کریں گے۔

عباداتِ الٰہی کے خواستگار:

ابن کثیر کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسلام اور عبادتِ الٰہی کے خواستگار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے نزدیک نماز ادا کی اور ایک رکعت میں پورا قرآنِ پاک ختم کیا۔

گریہ زاری:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہمہ وقت موت کو یاد کر کے روتے رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر جنت البقیع تشریف لے جاتے اور زار و قطار رویا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے اگر کسی غیر مسلم کا جنازہ بھی گزر جاتا تو آپ رضی اللہ عنہ احتراماً کھڑے ہو جاتے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت ہانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہو جاتے اور اس قدر روتے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

دینی بصیرت:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں دینی بصیرت بہت زیادہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی تلاوت سے بے حد عقیدت تھی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت تلاوت قرآنِ پاک میں مشغول رہتے تھے۔ فقہی مسائل پر اور اجتہادی اُمور پر آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی مدمقابل نہ سمجھا جاتا تھا۔ حج' زکوٰۃ' جزیہ' خراج اور دیگر اُمور سے متعلق آپ رضی اللہ عنہ نے کئی

اہم فیصلے کیے۔ فن تقریر اور مکتوب نویسی میں آپ رضی اللہ عنہ بے مثال تھے۔ روایات میں موجود ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات اور دستاویزات موجود تھیں جن کی مدد سے آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر فقہی مسائل کے حل میں راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس طلاق کا ایک مقدمہ آیا جس میں مرد نے حالت نشہ میں طلاق دی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی دینی بصیرت کی بنا پر فیصلہ دیا کہ حالت نشہ میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایسا مقدمہ پیش آیا جس میں ایک عورت کا پہلا شوہر جو کہ لاپتہ ہوگیا تھا اور اس عورت نے دوسرا نکاح کرلیا تھا وہ واپس آگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ اس عورت کو پہلا شوہر طلاق دے اور اس عورت کو مہر ادا کردے تو درست ہے اور اگر وہ طلاق نہ دے تو دوسرے شوہر کے لئے طلاق ہے اور وہ عورت اپنی عدت پوری کرنے کے بعد پہلے شوہر سے رجوع کرسکتی ہے اور اس عورت کے دوسرے شوہر کے لئے مہر ادا کرنا واجب ہوگا۔

عبادت کا ذوق:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر روزہ رکھتے تھے اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا آپ رضی اللہ عنہ کو از حد شوق تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر سال فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور اپنی جیب سے حجاج کرام کے لئے کھانے کا بندوبست کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تک خود کھانا نہ کھاتے تھے جب تک کہ حجاج کرام کو کھانا نہ کھلا دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جس وقت محصور کیا گیا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت بھی تلاوت قرآنِ پاک میں مشغول تھے۔

احیاء العلوم:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شمار دورِ جہالت کے ان چند افراد میں ہوتا تھا جو کہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ذہانت کو دین اسلام کی تعلیمات نے مزید نکھار دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اسی صفت کی بدولت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو وحی لکھنے پر مامور کیا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلاتے اور ان کو وحی لکھواتے۔

دیانتداری:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ امانت و دیانت میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں بسر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کم و بیش بارہ برس تک منصب خلافت پر فائز رہے مگر بیت المال کو مسلمانوں کی امانت سمجھ کر اس میں سے کبھی ایک روپیہ بھی وصول نہ کیا۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے ساٹھ ہزار درہم کی رقم بیت المال کے لئے چھوڑی۔

خوفِ خدا:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دل میں خوفِ خدا بدرجہ اُتم موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر کام میں اللہ عزوجل کی دلجوئی اور اس کی رضا کے طالب رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ پر خشیت الٰہی کی وجہ سے اکثر و بیشتر لرزہ طاری ہو جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس لرزہ کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اور اگر یہ منزل آسان ہو تو سمجھ لو کہ باقی تمام منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران جب آپ رضی اللہ عنہ کسی عذاب والی آیت کی تلاوت کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے خوف سے رونا شروع کر دیتے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے والہانہ عشق تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب بھی معلوم ہوتا کہ آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں فاقہ ہے تو آپ رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھتے اور فوراً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کی

خدمت میں کھانا پیش کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں آنسو بہایا کرتے تھے اور اپنے وہ لمحات جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بسر ہوئے تھے ان کو یاد کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر دل و جان سے عمل کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ اس بات پر شدت غم سے رو پڑے کہ اب میرا رشتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم ہو جائے گا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر کے اس رشتے کو دوبارہ سے قائم فرما دیا۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کی جانب روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو گنتی کرنا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! تم میرے قدموں کی گنتی کیوں کر رہے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدم کے عوض ایک غلام آزاد کرنا چاہتا ہوں۔

صبر و استقامت:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا صبر بے مثال تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے چچا نے آپ رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھا دیئے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی اُف نہ کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے آبائی شہر سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا رشتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام سے مضبوط رکھنے کی خاطر شہادت قبول کر لی مگر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیض عطا کرے گا' منافق اس قمیض کو اتارنے کی کوشش کریں گے لیکن تم صبر اور استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور اس قمیض کو نہ اتارنا یہاں تک کہ تم مجھ سے آن ملو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں قمیض سے مراد خلافت تھی اور بلوائیوں نے اس بات کی بہت کوشش کی کہ آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت سے دستبردار ہو جائیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی سلامتی اور مسلمانوں کے اتحاد کے لئے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہدایت پر ہوں گے:

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل قریب میں رونما ہونے والے فتنہ کے بارے میں ہمیں بتا رہے تھے کہ اس دوران ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا تھا تشریف لائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہ فتنہ رونما ہو گا یہ شخص ہدایت پر ہو گا۔ حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ جس نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اس پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو۔

فقیر صادق:

حضرت ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ فقیر صادق کسے کہتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیر صادق وہ ہے جو کسی بھی چیز کو لے تو اپنے لئے نہ لے بلکہ غیروں کے لئے لے اور حضرت ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر صادق آتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر مجھے دین اسلام کی ضرورت کا خیال نہ ہوتا تو میں کبھی مال

و دولت کو جمع نہ کرتا۔

دس خصلتیں:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن ثور الفہمی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ رضی اللہ عنہ کو محصور کر دیا گیا تھا حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ میری دس خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ عزوجل کے پاس محفوظ ہیں۔

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام قبول کرنے والا میں چوتھا شخص ہوں۔
۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے میرے نکاح میں آئیں۔
۳۔ میں زمانہ جاہلیت سے آج تک کبھی گانے بجانے کی محفل میں شریک نہیں ہوا۔
۴۔ زمانہ جاہلیت سے آج تک میں نے کبھی برائی کی خواہش نہیں کی۔
۵۔ زمانہ جاہلیت سے آج تک میں کبھی لہو ولعب میں مشغول نہیں ہوا۔
۶۔ زمانہ جاہلیت سے آج تک میں نے کبھی زنا نہیں کیا۔
۷۔ زمانہ جاہلیت سے آج تک میں نے کبھی چوری نہیں کی۔
۸۔ قبولِ اسلام کے بعد میں نے ہر جمعہ کو اللہ عزوجل کی راہ میں ایک غلام آزاد کیا۔
۹۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مطابق قرآن مجید کو جمع کیا۔
۱۰۔ میں نے جب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر بیعت کی اس وقت سے میں نے کبھی اپنا دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگایا۔
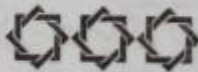
شرم وحیاء

شرم وحیاء شرافت کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے اور کسی بھی شخص کے کردار کی سب سے بڑی خوبی اس کی حیاء ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا قول ہے کہ اللہ عزوجل نے میرے اندر دو ایسی عادتیں پیوست کر دیں جن کو اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ دو عادتیں کون سی ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بردباری اور حیاء۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کردار کی بھی سب سے بڑی خوبی حیاء تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ میں کیوں نہ عثمان (رضی اللہ عنہ) سے حیاء کروں جبکہ فرشتے بھی اس سے حیاء کرتے ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیاء کا یہ عالم تھا کہ گھر کا دروازہ بند ہوتا مگر آپ رضی اللہ عنہ پھر بھی کپڑے اتار کر نہ نہاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تاریک گھر میں بھی نہاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی حیاء سے شرم کھاتا رہتا ہوں۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیاء کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ گھر کے اندر ہوتے اور دروازہ بند ہوتا پھر بھی اپنے جسم مبارک سے کپڑا نہ ہٹاتے تھے۔ حیاء ان کی پشت سیدھی کرنے سے بھی مانع تھی۔

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ بستر مبارک پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے میری چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اس دوران حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی

اور خود اسی طرح لیٹے رہے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دیر بات چیت کی اور واپس چلے گئے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اجازت دے دی اور اسی طرح لیٹے رہے یہاں تک کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی بات چیت کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جانے کے کچھ دیر بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور مجھ سے کہا کہ اپنی چادر سنبھالو۔ پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور کچھ دیر تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آنے پر لیٹے رہے اور جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور میری چادر بھی مجھے واپس لوٹا دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) شرمیلے ہیں اور مجھ ڈر تھا کہ اگر میں اسی حالت میں رہا تو وہ اپنی بات مجھ سے بیان نہ کر سکیں گے اور میں ایسے شخص سے شرم کیوں نہ کروں جس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کوئی حیاء والا نہیں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اتنے میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور وہ حجرہ مبارک میں چلے گئے۔ کچھ دیر بعد سعد بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اجازت دے دی

اور وہ بھی حجرہ مبارک میں داخل ہو گئے۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ اور پھر اپنے دونوں زانوؤں کو ڈھانپ لیا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب کچھ دیر بعد یہ تینوں حضرات واپس چلے گئے تو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جب میرے والد اور ان کے ساتھی تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہی مجھے ہٹنے کا حکم دیا اور نہ اپنے زانو ڈھانپے اور جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی ہٹنے کا حکم دیا اور اپنے زانو بھی ڈھانپ لئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک فرشتے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے حیاء کرتے ہیں جیسا کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کرتے ہیں اور اگر عثمان (رضی اللہ عنہ) آجاتے اور تم میرے قریب ہوتیں تو وہ مجھ سے بات نہیں کر سکتے تھے۔

مشکوٰۃ شریف میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک میں لیٹے ہوئے تھے اور میں ان کے نزدیک تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں سے کپڑا اہٹا ہوا تھا۔ اس دوران حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو فرمانے لگے۔ کچھ دیر بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اجازت دے دی اور وہ بھی اندر تشریف لائے۔ ابھی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تشریف لائے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپ لیا اور مجھے کہا کہ میں یہاں سے ہٹ جاؤں۔ پھر حضرت

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ کچھ دیر بعد جب یہ تینوں حضرات واپس چلے گئے تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جب میرے والد محترم اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور لیٹے رہے، نہ ہی اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپا اور نہ ہی مجھے ہٹنے کے لئے کہا لیکن جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی ہٹا دیا اور خود اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی ڈھانپ لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! میں اس شخص سے کیوں حیاء نہ کروں جس سے اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

صحیح مسلم میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک میں آرام فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اس دوران حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی مگر خود اسی حالت میں لیٹے رہے۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اندر آنے کی اجازت دے دی مگر خود اسی حالت میں لیٹے رہے۔ جب کچھ دیر بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپ لیا۔ جب تینوں حضرات چلے گئے تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق و حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے رہے اور نہ ہی اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپا لیکن جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی ڈھانپ لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص سے کیوں نہ حیاء کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔
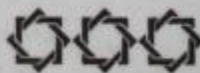
کشف و کرامت

ہاتھ گل سڑ گیا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک بد بخت جس کا نام ''جہاہ غفاری'' تھا اس نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ سے عصا مبارک چھین کر اسے توڑ ڈالا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی حلیم الطبع کی وجہ سے اس شخص کو کچھ نہ کہا لیکن اللہ عزوجل کا قہر اس شخص پر نازل ہوا اور اس کا وہ ہاتھ جس سے اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے عصا چھینا تھا وہ ہاتھ آہستہ آہستہ گل سڑ گیا اور ایک سال بعد وہ شخص بھی مر گیا۔

تلوار اپنی گردنوں پر رکھ لو گے:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب بلوائیوں کو دیکھا کہ وہ ان کو شہید کرنے کے درپے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تین آدمیوں کے علاوہ کسی کا قتل جائز نہیں' ایک زانی' دوسرا مرتد اور تیسرا قاتل بغیر حق کا' کیا تم مجھے ان تینوں جرائم میں سے کسی جرم کا مرتکب پاتے ہو؟ یاد رکھو! اگر تم نے مجھے قتل کر ڈالا تو تم نے تلوار کو اپنی گردنوں پر رکھ لیا اور پھر اللہ تعالیٰ تم میں سے اختلاف کو ختم نہ کرے گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان حرف بہ حرف ثابت ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار چلانے والے سودان بن عمران کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے قتل کیا' حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ سے تلوار چھیننے والے کو ایک اور غلام نے قتل کیا' محمد بن ابی بکر کو مصر میں قتل کیا گیا' بشیر بن کنانہ شامی فوج کے ہاتھوں مارا گیا' عمرو بن الحمق کو بھی شامی فوج نے قتل کیا۔

گستاخی کی سزا:

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ملک شام میں موجود تھا میں نے ایک شخص کو با آوازِ بلند صدا لگاتے دیکھا کہ میں جہنمی ہوں۔ میں اس شخص کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے تھے اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا تھا اور زمین پر چہرے کے بل اوندھا گرا ہوا تھا۔ میں نے اس شخص سے پوچھا کہ تیرا یہ حال کیسا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میرے حال کے متعلق مت پوچھو میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے گھر میں داخل ہوئے۔ جب میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے ان کے نزدیک پہنچا تو ان کی زوجہ نے مجھے ڈانٹ پلائی جس پر میں نے انہیں تھپڑ مار دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے میری اس حرکت پر فرمایا: اے بدبخت! اللہ عزوجل تیرے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے اور تیری دونوں آنکھیں اندھی کر دے اور تجھے جہنم میں ڈال دے۔ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے الفاظ سن کر کانپ اٹھا اور میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ میں وہاں سے بھاگ گیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی باتیں پوری ہوئیں اور میرے دونوں ہاتھ، پاؤں کٹ گئے اور میری آنکھیں اندھی ہو گئیں، اب مجھے یہ بھی یقین ہے کہ ان کی بات کہ میں جہنم میں ڈالا جاؤں گا تو میں اپنی اس حرکت پر پچھتاتا ہوں اور اسی وجہ سے اپنے جہنمی ہونے کا بھی اقرار کرتا ہوں۔

دلوں کے حالات:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طبقات میں تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے راہ چلتے ایک اجنبی عورت کو غلط نگاہوں سے دیکھا۔ جب وہ شخص حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ جو کہ بہت کم غصہ میں آتے تھے جلالی لہجے میں فرمایا: تم لوگ ایسی حالت میں میرے پاس آ رہے ہو کہ میں تمہاری آنکھوں میں زنا

کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ کو وحی آتی ہے آپ رضی اللہ عنہ کو کیسے معلوم ہوا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی لیکن اللہ عزوجل نے مجھے ایسی فراست عطا فرمائی ہے کہ میں لوگوں کے دلوں کے حالات جان لیتا ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر روزہ افطار کرنا:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بلوائیوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا پانی بند کر دیا تو اس دوران میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کہیں تو میں پانی کا کچھ انتظام کروں؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! ظالموں نے تیرا پانی بند کر دیا ہے اور تو پیاس سے بے قرار ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دریچی سے ایک ڈول میری جانب لٹکایا جو کہ نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے اس پانی کو پیا اور سیراب ہو گیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اگر تم چاہو تو میں ان باغیوں کے مقابلے میں تمہاری مدد فرماؤں یا پھر تم چاہو تو روزہ میرے پاس آ کر افطار کرو۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزہ افطار کرنا میں اپنی سب سے بڑی خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔ اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈول سے میں نے جو پانی پیا اس کی ٹھنڈک میں اب بھی اپنی چھاتی پر محسوس کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر واپس آ گیا اور اسی شام آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت روزے سے تھے۔

جائے مدفن سے آگاہ کرنا:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے نکلے اور جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جنت البقیع کے اس حصہ میں تشریف لے گئے جو ''حش کوکب'' کہلاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا: عنقریب یہاں ایک مرد صالح کو دفن کیا جائے گا۔ حش کوکب' جنت البقیع کی ایسی جگہ تھی جہاں کوئی دفن نہ تھا اور یہ جگہ قبرستان سے ہٹ کر تھی۔ چنانچہ جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو اس وقت فسادات کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس نہ لے جایا جا سکا اور جلدی میں جنت البقیع کی اسی جگہ جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مردِ صالح کے دفن ہونے کی پیشین گوئی کی تھی۔ جس وقت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حش کوکب میں دفن کیا گیا اس وقت تک وہاں کوئی اور قبر موجود نہ تھی۔

بوقت شہادت غیبی ندا:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس وقت غیب سے با آوازِ بلند ندا کی گئی: عثمان (رضی اللہ عنہ) کو راحت اور خوشبو کی بشارت ہو' ناراض نہ ہونے والے رب کی ملاقات کی خوشخبری ہو' اللہ کے زعفران اور رضوان کی بشارت ہو۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب یہ ندا سنی تو ارد گرد دیکھنا شروع کر دیا لیکن مجھے کوئی نظر نہ آتا تھا جبکہ یہ ندا بار بار بلند کی جا رہی تھی۔

فرشتوں کی جنازہ میں شرکت:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب شہید کیا گیا تو بلوائیوں کی ہلڑ بازی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک تین دن تک بغیر کفن کے پڑا رہا۔ تین دن بعد چند جانثار

نے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر رات کے اندھیرے میں آپ رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہو کر جسم مبارک کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور جنت البقیع میں لے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے رات کے اندھیرے میں ہی جنت البقیع میں قبر مبارک کھودی۔ جس وقت یہ لوگ جنت البقیع میں داخل ہوئے انہوں نے اپنے پیچھے سواروں کی ایک جماعت دیکھی۔ یہ لوگ گھبرا گئے اور جنازہ چھوڑ کر بھاگنے کا ارادہ کیا تو سواروں کے سردار نے کہا: تم لوگ ہم سے نہ ڈرو ہم تو حضرت سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) کی تدفین میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں۔ پھر وہ سوار حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ اور تدفین تک وہیں موجود رہے۔ جن لوگوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تدفین کی وہ لوگ قسم کھا کر کہتے تھے کہ سواروں کا وہ لشکر ملائکہ کا تھا۔

بعداز شہادت کرامت:

روایات میں آتا ہے کہ حجاج کرام کا ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا اور یہ قافلہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزارِ پاک کی زیارت اور فاتحہ خوانی کے لئے جنت البقیع حاضر ہوا۔ حجاج کرام کی اس جماعت میں ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ جب حجاج کا گروہ مزارِ پاک پر حاضر ہوا تو یہ شخص جنت البقیع سے باہر ہی رک گیا اور کہا کہ میں مزارِ پاک پر نہیں جاؤں گا۔ حجاج کرام کا یہ قافلہ جب زیارات کے بعد اپنے وطن واپس روانہ ہوا تو راستے میں ایک خونخوار درندہ نے اس شخص کو دبوچ لیا جو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ اس خونخوار درندہ نے اس شخص کو چند لمحوں میں ہی چیر پھاڑ کر کھا لیا۔ قافلے والوں نے جب یہ منظر دیکھا تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ یہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بغض کا نتیجہ ہے۔
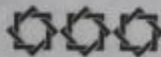
فضائل حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں۔ اللہ عزوجل نے سورۂ توبہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''اور وہ لوگ جو ایمان لائے' اپنا گھر چھوڑا اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا' اللہ کے نزدیک ان کا بہت مقام ہے۔''

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے گھر والوں کے ظلم وستم برداشت کئے' آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی راہ میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں' آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی راہ میں اور دین اسلام کی سرخروئی کے لئے اپنے مال کو بے دریغ خرچ کیا اور سوائے غزوہ بدر جس میں آپ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے ہر غزوہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال دین اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دسترخوان بہت کشادہ تھا صبح و شام لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے دسترخوان سے کھانا کھاتے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنا مال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جھوٹی خبر پر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیبیہ کے مقام پر بیعت لی کہ وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی

شہادت کا بدلہ لیں گے اور اس بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے سورۂ فتح میں ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ ان سے راضی ہو گیا جب وہ اس درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے تو اللہ نے ان کے دلوں کو جانا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اس بیعت میں اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ ہاتھ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے آپ رضی اللہ عنہ کے مرتبہ ومقام کا پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مقام کتنا بلند ہے۔

اللہ عزوجل نے سورۂ بقرہ میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خرچ کے بارے میں فرمایا:

''اور وہ جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور احسان نہیں جتاتے اور نہ تکلیف دیتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس بہت اجر ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی دو بیٹیوں کا نکاح کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین بنایا۔ اس سے پہلے کبھی کسی شخص کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں تھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا گزر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا۔ ان دنوں حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹی اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تھا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نہایت مغموم تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! تم کیوں مغموم ہوتے ہو؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ سے اپنا رشتہ منقطع ہونے پر مغموم ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! خوش ہو جاؤ مجھے ابھی جبرائیل (علیہ السلام) نے اللہ عزوجل کا یہ پیغام پہنچایا ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی اُم کلثوم (رضی اللہ عنہا) کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں جن افراد کو سفارت کے لئے منتخب کیا ان میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب ۶ ہجری میں عمرہ کا ارادہ کیا اور مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفارت کے لئے سردارانِ مکہ کے پاس بھیجا۔ سردارانِ مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اکیلے بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کروں گا جب تک کہ حضور نبی کریم ﷺ طواف نہیں کر لیتے۔ دوسری جانب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر رشک کر رہے تھے کہ اگر انہیں طواف کی اجازت نہ بھی ملی تو عثمان (رضی اللہ عنہ) طواف ضرور کر لیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بات پر فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) ہرگز میرے بغیر طوافِ کعبہ نہیں کریں گے یہاں تک کہ مجھے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت تھی اور اس محبت کی دلیل حضور نبی کریم ﷺ کی وہ دعا ہے جو آپ ﷺ نے جیش عسرہ کے موقع پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے مانگی اور فرمایا: اے اللہ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں تو بھی عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو جا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جیش عسرہ کے موقع پر ہی فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا کوئی عمل آج کے بعد اسے نقصان نہیں پہنچائے گا اور حضور نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ کبھی کسی دوسرے صحابی کے لئے استعمال نہیں کئے۔

حضرت ابویعلیٰ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ) دنیا و آخرت میں میرے دوست ہیں۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق عثمان (رضی اللہ عنہ) ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص میرے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا تھا اور جو شخص میرے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھے گا میں اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ نیز فرمایا جو شخص عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھے گا وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بغض رکھے گا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب حبشہ کی جانب ہجرت کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم (علیہ السلام) اور لوط (علیہ السلام) کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کی۔

روایات میں موجود ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چار روز سے فاقہ تھا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اونٹ غلہ، کھجوروں اور گیہوں کے لادے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نوافل ادا فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لائے ہوئے راشن کی خبر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے اور کافی دیر تک یہی دعا فرماتے رہے: اے اللہ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوا تو بھی عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو جا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تمام رات حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرماتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے روز خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ نے تیرے گناہ بخش دیئے جو تو نے پہلے کئے اور جو تو بعد میں کرے گا اور جو تو نے ظاہر کئے اور جو تو نے چھپ کر کئے اور وہ گناہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔

• حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیاء کے متعلق فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا حیاء میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قحط پڑا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ مع غلہ کے تقسیم کیے۔ اس رات میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بے حد شوق تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما)! اس وقت میں جلدی میں ہوں کیونکہ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے ہزار اونٹ صدقہ کیے ہیں اور اللہ عزوجل نے ان سے خوش ہو کر ان کا نکاح جنت کی ایک عروس کے ساتھ کیا ہے اور میں اس نکاح کی محفل میں شریک ہونے جا رہا ہوں۔

بخاری شریف میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس وقت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ احد پہاڑ لرزنے لگ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو ٹھوکر ماری اور فرمایا: اے احد پہاڑ! رک جا اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ ایک نبی تو وہ خود تھے، ایک صدیق تو وہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور دو شہیدوں سے مراد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور اللہ عزوجل سے ڈرنے والا سیّدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے درمیان دوستی کا ایک لازوال رشتہ تھا جو زمانہ جاہلیت سے قائم تھا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریک پر ہی اسلام لائے تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے شمار مواقع پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت کی تعریف فرماتے تھے

اور آپ رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست کی وجہ سے ہر ایک معاملہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن کی حیثیت حاصل تھی۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا وہ اس وقت عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی تعمیل کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے تھے۔ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کہا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اس لئے امامت کے فرائض آپ رضی اللہ عنہ انجام دیں۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) بہت اچھا انسان ہے، وہ میرا داماد ہے، اللہ نے میرے نور کو اس کے ساتھ جمع فرمایا ہے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد پھر بھی امامت سے انکار کر دیا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو کیسے بھول سکتا ہوں کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) جامع قرآن اور حبیب الرحمٰن ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھا وہ دین اسلام سے خارج ہو گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔
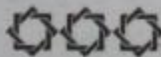
حلیہ مبارک

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیا تو ان سے فرمایا کہ تمہارا شوہر عثمان (رضی اللہ عنہ) تمہارے دادا ابراہیم (علیہ السلام) کی مثل ہے اور تمہارے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شکل وصورت میں مشابہ ہے۔

ابن عساکر کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مردوں اور عورتوں میں سب سے زیادہ حسین تھے۔

روایات کے مطابق حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قد مبارک درمیانہ تھا' رنگ سفید تھا جس میں سرخی نمایاں تھی' جسم کی ہڈیاں مضبوط اور چوڑی تھیں' کندھے کشادہ تھے' پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں' ہاتھ لمبے اور مضبوط تھے' دانت بہت خوبصورت تھے جیسے سنہری تار جڑے ہوئے ہیں' داڑھی مبارک گھنی تھی جبکہ سر مبارک کے بال کنپٹیوں تک لمبے اور گھنگریالے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بالوں میں مہندی لگایا کرتے تھے۔
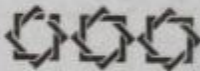
حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ازواج

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کے علاوہ متعدد نکاح کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کوئی اولاد زندہ نہ رہی۔ ذیل میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ازواج کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا' اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی جو واقعہ فیل کے تینتیس (۳۳) برس بعد پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا مگر ابھی رخصتی ہونا باقی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو ابولہب کے بیٹے عتبہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عبداللہ اکبر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو بچپن میں ہی وصال فرما گئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی جبکہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لحد میں اتارا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۲ ہجری میں غزوہ بدر کے دوران ہوا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کی بیماری کی وجہ سے غزوہ بدر میں شرکت نہ فرما سکے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خود پڑھائی اور لحد مبارک میں اُتارا۔

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا:

حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے عمر میں چھوٹی تھیں اور حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا مگر جب حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو عتیبہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ۹ ہجری میں ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت سیّدنا فضیل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے حد پیار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کافی دیر تک آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک پر بیٹھ کر روتے رہے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی جس کا میں نکاح کرتا تو میں اس کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کرتا۔

حضرت فاختہ رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت فاختہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جن کے بطن سے حضرت عبداللہ اصغر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے مگر وہ بھی بچپن میں ہی وصال فرما گئے۔

حضرت اُم عمر رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت اُم عمر رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا جن کے بطن سے عمرو، خالد، ابان، عمر اور مریم رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

حضرت فاطمہ بنت ولید بن عبد شمس رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں جن سے ولید اور سعد رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔

حضرت اُم البنین رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے عبدالملک رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو بچپن میں ہی وصال فرما گئے۔

حضرت رملہ رضی اللہ عنہا:

حضرت رملہ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے عائشہ' اُم ابان اور اُم عمرو رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہا پاس ہی موجود تھیں۔

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا:

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی آخری زوجہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھیں اور اپنے شوہر کو بچاتے ہوئے زخمی بھی ہوئی تھیں۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرمریم رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔
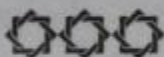
حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ لاتعداد خوبیاں اور اوصاف کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسلمان کمانڈروں کے نام جو احکامات جاری کئے ان میں سے چند ایک ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

کمانڈروں کے نام خط:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے افواجِ اسلام کے کمانڈروں کے نام اپنے مکتوب میں فرمایا:

''اما بعد! واضح رہے کہ تم لوگ مسلمانوں کے نگہبان اور محافظ ہو' تمہاری کسی بدعنوانی کی شکایت میرے پاس نہ آنی چاہئے اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں معزول کر دوں گا' تمہارے لئے وہی ضابطہ اخلاق ہے جو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا۔ اپنا احتساب خود کیا کرو' میں تمہیں دیانت داری کی تلقین کرتا ہوں اور جب کسی سے کوئی معاہدہ کرو تو اس کو پورا کرو' مجھ پر بحیثیت خلیفہ جو ذمہ داریاں ہیں میں ان کو انجام دینے کی کوشش کروں گا۔''

گورنروں کے نام خط:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تمام صوبوں کے گورنروں کو لکھے گئے اپنے مکتوب میں فرمایا:

''اما بعد! واضح رہے کہ تم اللہ عزوجل کے احکامات پر عمل پیرا رہو اور

لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہو' رعایا کی دیکھ بھال تمہارا فرضِ اولین ہونا چاہئے' لوگوں کو اسلام میں دیئے گئے حقوق سے آگاہ کرو' ذمیوں کے حقوق پورے کرو' وعدہ وفا کرو اور دشمنوں کے ساتھ اپنے طرزِ عمل کو بہتر کرو' یاد رکھو! دنیا کی محبت میں پڑ کر صحیح راستے سے مت بھٹک جانا' اللہ عزوجل تمہارا حامی و ناصر ہو۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام اپنے مکتوب میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"امابعد! تمہارا طرزِ عمل ایسا ہونا چاہئے جیسا حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تھا اور جن معاملات میں تمہیں دقت پیش آئے انہیں تم میرے پاس بھیج دینا' لوگوں کو تاکید کرو کہ وہ گمان اور ظن کی بنیاد پر کوئی کام نہ کریں' قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیں' تمہارے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہونا چاہئے اور اپنا احتساب خود کرتے رہنا تاکہ تم راہِ حق سے بھٹک نہ جاؤ۔"

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے نام خط:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کریز کے گورنر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب ارسال کیا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ جو کہ بحرین اور یمامہ کے گورنر رہے تھے اور ان کی خدمات قابل ستائش تھیں ان کو مراعات دینے کے حوالے سے تحریر فرمایا:

"امابعد! تم عثمان بن ابی العاص (رضی اللہ عنہ) کو زرعی اراضی جتنی وہ بہتر سمجھیں کہ وہ اور ان کے لڑکے کاشت کر سکیں دے دو اور اراضی کی اصلاح میں ان کے ساتھ تعاون کرو تاکہ وہ زمین کو قابل کاشت بنالیں۔"

اہل کوفہ کے نام مکتوب:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے گورنر ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر نامزد کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا:

''اللہ عزوجل کی حمد وثناء اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود وسلام' اما بعد! اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور تم پر جو حاکم مقرر کیا جائے اس کی اطاعت کرو اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ' حکومت کے اچھے کاموں کو سراہا اور برے کاموں پر ان کی توجہ دلاؤ تا کہ وہ عدل سے کام لے سکیں۔''

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام خط:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کرنے کے بعد ان کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا:

''اما بعد! حکومت میں سب سے زیادہ عزت پرانے مجاہدین کو حاصل ہے جن کے ہاتھوں عراق فتح ہوا' پھر ان لوگوں کو ہے جو وہاں آباد ہوئے' اگر مجاہدین اول حکومت کے اصلاحی کاموں میں تعاون نہ کریں اور دوسرے طبقے کے لوگ تعاون کے لئے تیار ہوں تب مجاہدین اول کو نظر انداز کرنا ورنہ ان کو فوقیت دینا' اپنے رتبہ کی پاسداری کرنا اور عدل وانصاف سے کام لینا۔''
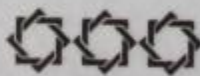
حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اعتراضات

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال نہایت پرسکون اور پرامن رہے اور اس دوران بہت سی فتوحات بھی ہوئیں۔ ملکی وسائل اور محصولات کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں زراعت اور صنعت کی طرف خاصی توجہ دی گئی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو عدم استحکام اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بے شمار وجوہات ہیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عالم اسلام میں شورش اور فتنہ برپا ہوگیا اور قومی وحدت کا شیرازہ بکھر گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جب ایک مسلمان کا بہترین مال بکریوں کو سمجھا جائے گا کہ جنہیں لے کر وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جائے اور سبزہ زاروں کو ڈھونڈتا پھرے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ رکھ سکے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا کہ کیا تمہیں دکھائی دے رہا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، ہمیں کچھ نظر نہیں آ رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح برستے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش برستی ہے۔

فتوحات کا دروازہ:

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر ث فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قریش خلفاء اور انصار وزراء قرار پائے۔ پھر جب فتوحات کا دروازہ کھلا اور سلطنت اسلامی عراق، ایران، شام، مصر اور فلسطین تک پھیل گئی۔ لاکھوں لوگ دائرہ

اسلام میں داخل ہوئے لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہ ہوئی جیسی صحبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوئی تھی۔ یہ نومسلم اگرچہ اسلام کی ترقی اور اسلامی فتوحات میں برابر کے شریک تھے مگر یہ اکثر سوچتے تھے کہ مہاجرین انصار و قریش ان پر حکومت کررہے ہیں اور انہیں حکومت میں کوئی حصہ نہیں ملتا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت مختصر تھا اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جلالی طبیعت سے ہر کوئی ڈرتا تھا اس لئے جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی فطری رحم دلی اور شرافت کی وجہ سے ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنا شروع کر دی اور آپ رضی اللہ عنہ کے تعمیری کاموں کو بھی تنقید کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔

عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھیوں کی شرانگیزیاں:

عبداللہ بن سبا شہر صنعا کا رہنے والا تھا اور اس کی ماں کا نام سوداء تھا جس کی وجہ سے اسے ابن سوداء کہا جاتا تھا۔ عبداللہ بن سبا مذہباً یہودی تھا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ آ کر بظاہر مسلمان ہو گیا مگر درپردہ دین اسلام اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو کمزور کرنے میں مصروف رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کا یہ وار اہل مدینہ اور مکہ پر کارگر نہیں ہو رہا تو یہ بصرہ چلا گیا اور اپنے جیسے منافقین کا ایک گروہ تیار کرنے کے بعد کوفہ چلا گیا جہاں اس نے منافقین کا ایک گروہ تیار کیا۔ عبداللہ ابن سبا لوگوں کو اہل بیت کی محبت کی آڑ لے کر اپنا کام کرتا تھا۔ اس نے لوگوں کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں کے خلاف من گھڑت کہانیاں سنا کر لوگوں کو ان سے متنفر کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرنا شروع کیا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اس لئے خلافت پر ان کا حق ہے حالانکہ وہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی خیر خواہ نہ تھا اور صرف مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہا تھا۔

کوفہ سے عبداللہ بن سبا شام چلا گیا اور اس نے وہاں موجود صحابی رسول حضرت

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی اور ان کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد انہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسایا جس پر وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو برا بھلا کہا جس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ بھجوادیا۔ عبداللہ بن سبا نے اس بات کو بھی اچھالا اور لوگوں کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ حاکم مصر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف حج کے موقع پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کریں اور ان کو کہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنر ہم پر بے پناہ ظلم ڈھاتے ہیں۔

عبداللہ بن سبا نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلاف فتنہ کو ہوا دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ عبداللہ بن سبا نے خالد بن ملجم، کنانہ بن بشیر اور سودان بن حمران جیسے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کیا جو اس کے ایک اشارے پر ہر کام کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ عبداللہ بن سبا نے ہر صوبے میں اپنے گھناؤنے مقصد کے لئے اپنے نمائندے مقرر کئے جو لوگوں کو بھڑکاتے تھے۔ عبداللہ بن سبا اور اس کے پیروکاروں نے بظاہر شرافت کا لبادہ اوڑھ کر ان لوگوں سے ملاقات کی جو کسی نہ کسی طرح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نالاں تھے۔ عبداللہ بن سبا اور اس کے پیروکاروں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنروں کے خلاف جعلی دستاویزات بھی تیار کروائیں جن کو بنیاد بنا کر وہ لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا تھا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب کوفہ، بصرہ، شام اور مصر میں شرانگیزیوں کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے اراکین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک کمیشن ان علاقوں میں بھیجنے کی تجویز دی۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، بصرہ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، شام میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور مصر کے لئے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ وہ وہاں جا کر حالات وواقعات کا جائزہ لیں اور اپنی رپورٹ مرتب کریں۔ ان چاروں حضرات میں سوائے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سب نے یہی رپورٹ دی کہ گورنروں کے خلاف

پھیلائی گئی تمام افواہیں جھوٹی ہیں اور ان میں لگائے گئے الزامات میں سے کوئی ایک بھی درست نہیں۔

اشتر کی شرانگیزیاں:

ولید بن عقبہ جزیرہ کے گورنر تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں جزیرہ کی گورنری سے ہٹا کر کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا مگر بعد میں ان کے خلاف شراب نوشی کے الزام کی تصدیق کے بعد انہیں کوفہ کی گورنری سے ہٹا دیا گیا اور ان کی جگہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی تقرری کے بعد کوفہ کے روساء سے اپنے تعلق بڑھانے شروع کر دیئے جس کے لئے انہوں نے مختلف محفلوں کا انعقاد کرنا شروع کر دیا۔ اسی طرح ایک دن محفل کے دوران حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اسلامی فتوحات کا تذکرہ کرتے ہوئے قریش کی تعریف کی تو کوفہ کا ایک سردار اشتر جو کہ اس محفل میں موجود تھا وہ مشتعل ہو گیا اور کہنے لگا کہ فتوحاتِ اسلامی میں قریش سے زیادہ ہمارا ہاتھ ہے۔ عبدالرحمٰن اسدی جو کہ اس وقت پولیس کا سربراہ تھا اس نے مداخلت کی لیکن ان لوگوں نے اس کو بہت مارا۔ ان فتنہ پرور لوگوں نے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو تنگ کرنا شروع کر دیا جس پر حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان کی شکایت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان شرپسندوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھیج دیں۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان شرپسندوں کو شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن یہ ان سے بھی الجھ پڑے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو شام سے نکال دیا جہاں سے یہ لوگ جزیرہ چلے گئے اور وہاں کے گورنر حضرت عبدالرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا جس سے ان لوگوں نے توبہ کر لی اور انہیں یقین دلایا کہ وہ آئندہ ایسی حرکتیں نہیں کریں گے اور ان کا سربراہ اشتر مدینہ منورہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی

حاضر ہوا اور ان سے معافی مانگی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے معاف کر دیا اور اسے واپس جزیرہ بھیج دیا لیکن وہ اپنی فطرت کی وجہ سے کچھ عرصہ بعد پھر ان شرانگیز سرگرمیوں میں ملوث ہو گیا۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے شرانگیزی پھیلانے والوں کو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق شام بھیج دیا تو مختلف شہروں کے نئے والی مقرر کرنے اور کوفہ میں عمرو بن حریث کو اپنا نائب مقرر کرنے کے بعد خود مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے کوفہ سے جاتے ہی شرپسندوں نے اپنی کاروائیوں کو تیز کر دیا اور یزید بن قیس نے علم بغاوت بلند کر دیا جو کہ عبداللہ بن سبا کا پیروکار تھا اور اسی کی تحریک پر اس نے علم بغاوت بلند کیا تھا۔ یزید بن قیس کا موقف تھا کہ اسے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی شکایت نہیں لیکن اسے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے شکایات ہیں۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے کوفہ واپس آئے تو قادسیہ کے مقام پر یزید بن سعید نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کا راستہ روک لیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ چلے جائیں۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا کہ یہ ممکن نہیں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر ہیں جس پر یزید بن سعید اور اس کے ساتھیوں نے اس کو خوب مارا اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جاؤ اور جا کر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ وہ ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) کو کوفہ بھیجیں۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ جا کر تمام روئیداد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کی جس پر انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا جنہوں نے کوفہ پہنچتے ہی سب سے پہلے ایک خطبہ دیا اور لوگوں کو پُرامن رہنے کی درخواست کی جس پر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے پُرامن رہنے کا وعدہ کیا۔

گورنروں کی طلبی:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تمام صوبوں کے گورنروں کو حج کے موقع پر مکہ

مکرمہ پہنچنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر عبداللہ بن سبا کے ساتھی مکہ مکرمہ میں ا اہونے کی بجائے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر اعلان کروایا کہ اگر کسی کو کسی گورنر سے کوئی شکایت ہو یا ان کی خلافت کے کسی اُمور پر اختلاف ہو تو وہ اپنی شکایت بیان کرے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے اس اعلان کے باوجود کوئی بھی شخص نہ آیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام گورنروں کی میٹنگ بلائی اور ان سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"اما بعد! فتنہ برپا ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا لیکن میں نہیں چاہتا کہ فتنہ کا دروازہ کھولنے کا الزام مجھ پر عائد کیا جائے' اللہ خوب جاننے والا ہے اور اسے خبر ہے کہ میں نے لوگوں کے ساتھ سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کیا۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ اس کام کو ہمارے سپرد کریں ہم حالات کو سدھار لیں گے چاہے اس کے لئے ہمیں لوگوں کا مواخذہ کرنا پڑے میں شام کو ان لوگوں کے شر سے محفوظ کرلوں گا آپ رضی اللہ عنہ اپنے دیگر گورنروں کو بھی اس بارے میں ہدایات کریں کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں امن قائم کریں جبکہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے حالات کو سنبھالیں اور اسے فتنہ سے محفوظ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ فتنہ پھیلانے والے لوگ لالچ اور طمع میں ڈوبے ہوئے ہیں اور انہوں نے لوگوں کو مال و دولت کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملایا ہے اور جو لوگ لالچ میں ڈوبے ہوئے ہیں انہیں درہم و دینار کے ذریعے ہی راہِ راست پر لایا جاسکتا ہے۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ امیر المومنین! یہ فتنہ پھیلانے والے لوگ اپنے سرداروں کی ترغیب پر ہر وہ کام کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں جو اُمت میں فتنہ پھیلانے کا باعث بنتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ لوگ جب فارغ ہوتے ہیں تو شیطانی خیالات ان کے دماغوں میں پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اس لئے بہترین صورت یہ ہے کہ انہیں جہاد میں مصروف رکھا جائے تا کہ حالات قابو میں آسکیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے تمام گورنروں کی رائے سننے کے بعد اپنے تمام گورنروں کو موقع کی نزاکت کے حساب سے اس فتنہ سے آگاہ کیا اور انہیں اس کے سد باب کے لئے مناسب ہدایات جاری کیں۔

مناسک حج سے فارغ ہونے کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے تمام گورنروں کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ایک اہم میٹنگ طلب کی۔ میٹنگ کے آغاز میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: آپ تمام حضرات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں اور اس اُمت کے سرپرست ہیں۔ آپ نے اپنے بھائی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا۔ اب جب وہ ضعیف ہو چکے ہیں تو ان کے خلاف پروپیگنڈا کیا جارہا ہے اور اگر آپ حضرات کا کچھ فیصلہ تو اس کو ظاہر کیجئے میں آپ کی باتوں کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں لیکن میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو خلافت کا لالچ ہے تو یاد رکھے کہ تم لوگ سوائے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے اور کچھ بھی حاصل نہ کر سکو گے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس سخت بات کو سن کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ کر بٹھا دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالا اور نہایت احتیاط واحتساب کے ساتھ اپنے اقرباء کے متعلق کچھ نہ کیا حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقرباء کا خاص خیال رکھتے تھے اور ان کی مدد فرماتے تھے۔ میرے اقرباء بھی غریب لوگ ہیں جس کی وجہ سے میں ان کے ساتھ اچھا

برتاؤ کرتا ہوں اگر تم لوگوں کو میرے اس عمل پر کوئی اعتراض ہے تو میں اپنی اس روش کو بدلنے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر جاری تھی کہ ایک شخص نے اٹھ کر یہ اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرباء کو ناجائز طور پر مال دیا ہے مثلاً عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے ناجائز طور پر مال دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ میں نے اس کو مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ دیا اور یہ طریقہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے رائج ہے۔

اس دوران ایک شخص اور اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقرباء کو امارت دے رکھی ہے مثلاً امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو جنہیں پورے ملک شام کی امارت دی ہے، بصرہ کی امارت عبداللہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) کو اور سعید بن العاص (رضی اللہ عنہ) کو کوفہ کی امارت دی ہے؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ تم بہتر سمجھتے ہو کہ ان لوگوں میں قابلیت ہے یا نہیں؟ جہاں تک امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بات ہے تو انہیں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر مقرر کیا تھا اور میں نے ان کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے انہیں اس عہدے پر برقرار رکھا۔ جبکہ عبداللہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) کو میں نے نوجوان ہونے کے باوجود ان کی دینداری اور فہم وفراست کی وجہ سے گورنر مقرر کیا۔

ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان والوں کو بے جا عطیات عطا کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے خاندان والوں سے ہر کوئی محبت کرتا ہے اور میں اپنے خاندان کو جو عطیات دیتا ہوں وہ اپنی ذاتی جیب سے دیتا ہوں نہ کہ بیت المال سے اس لئے میرے ذاتی مال میں کسی کو اختیار نہیں کہ میں اسے کہاں خرچ کرتا ہوں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر ایک اور اعتراض یہ ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سرکاری چراگاہ کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کے جواب

میں فرمایا کہ میرے پاس اس وقت صرف دو اونٹ ہیں جو میں نے صرف سفرِ حج کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں اور میں ان کو چرنے کے لئے سرکاری چراگاہ میں نہیں بھیجتا۔

ایک اور شخص اٹھا اور اس نے اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حج کے دوران منیٰ میں پوری نماز نہیں ادا کی حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کو قصر کرنا چاہئے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لئے نماز میں قصر کرنا جائز نہ تھا کیونکہ میرے اہل وعیال مکہ مکرمہ میں مقیم تھے۔

اس کے علاوہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر یہ الزامات بھی لگائے گئے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم رضی اللہ عنہ جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے قریبی عزیز ہیں انہیں آپ رضی اللہ عنہ نے شمالی افریقہ کے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ناجائز طور پر فروخت کیا۔ اس کے علاوہ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے بیت المال میں سے ایک بیش قیمت محل شام میں بنوایا جس پر ان کی باز پرس نہ کی گئی۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے کچھ قرضہ لیا جسے وہ بروقت ادا نہ کر سکے اور آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام بھی لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر کام میں اپنے خاندان بنواُمیہ کی طرفداری کرتے ہیں اور ان کے اموال کا احتساب نہیں کرتے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تمام اعتراضات کے شافعی جواب دیئے اور انہیں اس معاملے پر مطمئن کیا کہ وہ لوگ جیسا سمجھتے ہیں ایسا نہیں ہے۔

میٹنگ کے اختتام پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تمام اصحاب سے مشورہ کیا اور پھر ایک مختصر سی تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اما بعد! میں آپ لوگوں کے مشوروں کو ترجیح دیتا ہوں' حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ ایک بہت بڑا خطرہ اُمت کے سر پر منڈلا رہا ہے' آج تک فتنہ کا جو دروازہ بند تھا وہ کھل چکا ہے' اللہ عزوجل گواہ ہے کہ میں نے ہر ایک ساتھ اچھائی کی ہے' میں لوگوں کو شر سے محفوظ رکھنے کے لئے بہترین اقدامات کروں گا اور اپنے گورنروں کو بھی اس بات

کا حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی
نہ برتیں اور جب لوگوں سے حقوقِ الٰہی کی وصولی کا معاملہ ہو تو ان
سے کسی بھی قسم کی رعایت نہ کریں۔"

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس میٹنگ کے بعد تمام گورنروں کو واپس جانے کی ہدایت کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ وہ ان کے ہمراہ چلیں کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ شرپسند انہیں نقصان پہنچائیں گے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کے جواب میں فرمایا کہ میں کسی بھی صورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت چھوڑنے کو تیار نہیں ہوں چاہے میری گردن ہی کیوں نہ کاٹ دی جائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جواب سننے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم سے درخواست کی کہ اگر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کچھ پریشانی ہو تو ان کا ساتھ دیں۔

شرپسندوں کے لئے لمحہ فکریہ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تو حالات قدرے بہتر ہونا شروع ہو گئے جس سے عبداللہ بن سبا اور اس کے شرپسند ساتھی پریشان ہو گئے کیونکہ ان کا سارا پلان ختم ہونے لگا تھا۔ عبداللہ بن سبا نے اپنے ناپاک عزائم کے حصول کے لئے اپنے مقلدین کو نئے سرے سے سرگرم ہونے کا حکم دیا اور خود بصرہ میں حکیم بن جبلہ عدی کے مکان پر پہنچ گیا۔ بصرہ پہنچنے کے بعد اس نے ایک مرتبہ پھر لوگوں کو اہل بیت کی محبت کے پردے میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ حکیم بن جبلہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے عبداللہ بن سبا کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ عبداللہ بن صبا اس دوران بصرہ میں ایک مرتبہ پھر فسادات شروع کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا وہ حکیم بن جبلہ کے نکالنے کے بعد بصرہ سے مصر پہنچ گیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حمران بن عفان کو ایک عورت کے ساتھ اس کی عدت میں نکاح کرنے پر کوڑے لگوائے تھے اور اسے جلاوطن کر کے بصرہ بھیج دیا تھا۔ حمران بن عفان نے بصرہ جا کر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔

عبداللہ بن سبا نے بھی اب نہایت زور و شور سے اپنی مہم کو شروع کر دیا جس سے حالات خراب ہونا شروع ہو گئے جس سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ عبداللہ بن سبا نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خط لکھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حالات کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اس ملاقات سے پہلے باغیوں کا ایک گروہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے ان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شکایات کر چکا تھا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختیارات کی بات کی اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گورنر مقرر نہیں کیا انہیں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر مقرر کیا تھا لیکن ان کے دور میں امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) خود سے کوئی فیصلے نہیں کرتا تھا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قدرے ڈھیل دے رکھی ہے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عوام الناس سے خطاب:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ مناسب جانا کہ عوام الناس کو اعتماد میں لیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہونے کا اعلان کروایا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میرے مخالفین جس طرح مجھ پر اور میرے گورنروں پر الزام تراشیاں کر رہے ہیں ان کا میں پہلے بھی جواب دے چکا ہوں لیکن یہ لوگ میری نرمی اور شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور بغاوت پر آمادہ ہیں۔ ان لوگوں کو لئے مناسب یہ ہے کہ وہ

اپنے خیالات تبدیل کریں اور برے ارادوں کو چھوڑ دیں تا کہ معاملات صحیح نہج پر چل سکیں۔
میرے جو گورنر بے راہ روی کا مظاہرہ کرتے ہیں میں ان کو تبدیل کر دیتا ہوں اور انہیں لوگوں سے کسی بھی صورت بے جاسختی کی اجازت نہیں دیتا اور خود بھی اپنی نرمی اور شریفانہ روش کو تبدیل نہیں کروں گا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمان جاری کیا کہ تمام گورنر اس مرتبہ حج کے موقع پر ا اہوں تا کہ لوگوں کے جو مطالبات ہیں ان کا جواب دیا جاسکے اور وہ لوگ جنہیں کسی بھی قسم کی شکایات ہیں وہ بھی حج کے موقع پر آئیں تا کہ ان کی شکایات کا ازالہ کیا جاسکے۔

شرپسند مدینہ منورہ میں:

ابن سبا کی سازش نے آہستہ آہستہ رنگ لانا شروع کیا اور اہل مصر، کوفہ اور بصرہ کے لوگ آہستہ آہستہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف ہونا شروع ہو گئے۔ مصر سے ایک ہزار شرپسندوں کا ٹولہ بظاہر حج کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں کوفہ سے بھی ایک ہزار شرپسند اس میں شامل ہو گئے اور جب شرپسندوں کا یہ قافلہ بصرہ پہنچا تو وہاں سے بھی پانچ سو شرپسند اس قافلے میں شامل ہو گئے۔ ان لوگوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ یا تو وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو معزول کروادیں گے یا انہیں قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد یہ لوگ ایک خاص حکمت عملی کے تحت، چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہو کر بجائے حج کرنے کے مدینہ منورہ کے نواح میں ا اہو گئے اور مدینہ منورہ سے باہر پڑاؤ ڈال دیا۔

شرپسندوں کا وہ گروہ جو مصر سے چلا تھا وہ منصوبے کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا خواہاں تھا جبکہ بصرہ کے شرپسند حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے چاہتے تھے اور کوفہ کے شرپسند حضرت زبیر بن العوام کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ ان شرپسندوں نے اس مقصد کو پانے کے لئے یہ طے کیا کہ جو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں وہ ان کے پاس جائیں، جو حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں وہ ان کے پاس جائیں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں وہ ان کے پاس جائیں۔

ان لوگوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم اور اُمہات المومنین سے ملاقاتیں کیں لیکن اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مصری گروہ چونکہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حامی تھا اس لئے انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انکار کے بعد پینترا بدلتے ہوئے ان سے کہا کہ اگر ہمارے مصر کا عامل عبداللہ بن سعد ابی سرح (رضی اللہ عنہ) معزول نہ ہوا تو ہم مدینہ منورہ سے نہ جائیں گے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی بات پر بضد رہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس سلسلے میں مشورہ کیا اور پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے درخواست کی کہ ان شر پسندوں کو مدینہ منورہ سے باہر ہی رہنے دیں اور ان کا مطالبہ مانتے ہوئے عبداللہ بن سعد ابی سرح (رضی اللہ عنہ) کو مصر کی امارت سے معزول کر دیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ عبداللہ بن سعد ابی سرح (رضی اللہ عنہ) کو معزول کرنے کے بعد میں کسے مصر کی امارت سونپوں؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مصر کی امارت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مصر کی امارت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام لکھتے ہوئے عبداللہ بن سعد ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا فرمان جاری کر دیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان لیا اور مصری شر پسندوں کو جا کر دے دیا جس سے وہ خوش ہو کر مدینہ منورہ سے چلے گئے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کے حامی بھی ان کے سمجھانے پر مدینہ منورہ سے واپس چلے گئے۔

مروان بن حکم کی سازش:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار مروان بن حکم جو کہ مصر کا سابق حاکم تھا اور جسے معزول کرنے کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد ابی

سرح رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا وہ نہایت شاطر ذہن کا آدمی تھا اور وہ مصر کی گورنری سے معزول کئے جانے پر کبیدہ خاطر تھا اور اکثر اس موقع کی تلاش میں رہتا تھا کہ کسی طرح اسے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی اقدام کرنے کا موقع ملے۔ اسے جب پتہ چلا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا نیا گورنر مقرر کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا ہے تو اس نے چالاکی سے ایک جعلی خط تیار کیا جس میں حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے نام یہ پیغام لکھا کہ محمد بن ابی بکر (رضی اللہ عنہ) اور فلاں فلاں چھ بندے جیسے ہی تمہارے پاس پہنچیں ان کا سر قلم کر دینا۔ مروان بن حکم نے اس خط پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جعلی مہر بھی لگادی۔

مروان بن حکم کا جو شخص یہ خط لے کر مصر حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے پاس جارہا تھا اسے راستے میں شرپسندوں نے پکڑ لیا اور اس سے دریافت کیا کہ وہ کدھر جارہا ہے۔ اس نے کہا کہ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پیغام لے کر مصر جارہا ہوں۔ ان شرپسندوں نے جب اس شخص کی تلاشی لی تو مروان بن حکم کا وہ خط برآمد ہو گیا جس سے یہ لوگ طیش میں آگئے اور واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وہ خط دیتے ہوئے کہا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہم سے دھوکہ کیا ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے تو یہ تم لوگوں کی کوئی چال لگتی ہے کیونکہ تمہارے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔ شرپسندوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد کہا کہ بات جو بھی ہو ہم حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ہٹا کر ہی دم لیں گے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کا لہجہ دیکھتے ہوئے فرمایا کہ تم صبر سے کام لو میں اس بارے میں تفتیش کرتا ہوں کہ یہ خط کس نے لکھا ہے؟

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں وہ خط دکھایا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس خط سے لاعلمی کا اظہار کیا اور قسم کھا کر کہا کہ ان کا دامن اس سازش سے پاک ہے۔ جب خط کی تحریر پر غور کیا گیا تو وہ تحریر

مروان بن حکم کی تھی۔ مروان بن حکم اس وقت اپنے گھر میں موجود تھا۔ شرپسندوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مروان بن حکم ان کے حوالے کر دیں مگر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

مروان بن حکم اور اس کے باپ حکم بن العاص کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے ان کے شر کی وجہ سے نکال دیا تھا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی انہیں مدینہ منورہ آنے کی اجازت نہ ملی مگر جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی جانب سے معافی مانگنے اور رشتہ دار ہونے کی وجہ سے انہیں مدینہ منورہ رہنے کی اجازت دے دی۔ مروان بن حکم چونکہ پڑھا لکھا تھا اس لئے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا کاتب مقرر کر دیا۔ مروان بن حکم نے اپنے اس عہدے کا اکثر و بیشتر ناجائز فائدہ اٹھایا اور کئی غلط کام بھی کیے جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقید کا نشانہ بھی بنا رہا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہر مرتبہ اپنی فطری نرم دلی کی وجہ سے اس کو معاف کر دیا لیکن وہ پھر بھی شر پھیلانے سے باز نہ رہا جس کی وجہ سے اب صورتحال جو قدرے بہتر ہو رہی تھی ایک مرتبہ پھر خراب ہوگئی۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم کو اپنی فطری نرم دلی کی وجہ سے عبداللہ بن سبا کے ان شرپسندوں کے حوالے نہ کیا کیونکہ وہ مروان بن حکم کو قتل کرنا چاہتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی مروت یہ بات گوارا نہ کرتی تھی کہ مروان بن حکم کو قتل کرنے کے لئے ان فسادیوں کے سپرد کر دیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رویہ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مروان بن حکم کو شرپسندوں کے حوالے نہ کرنے سے صورتحال بہت خراب ہوگئی اور شرپسند مدینہ منورہ کی گلیوں میں دندناتے

پھرنے لگے اور اس بات پر زور دینے لگے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ منصب خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس دوران صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان شرپسندوں سے مذاکرات کی کوششیں کیں تاکہ حالات دوبارہ بہتر کئے جاسکیں۔ شرپسندوں کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ان شرپسندوں کے جواب میں ایک ہی بات کہی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عنقریب مجھے اللہ عزوجل کی جانب سے ایک خلعت عنایت کی جائے گی اور پھر لوگ تم سے مطالبہ کریں گے تم اس خلعت کو اتار دو لیکن تم ان کی خواہش پوری نہ کرنا۔

شرپسندوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کسی بھی بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں گے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کہ میں اگر چاہوں تو تمام مسلمانوں کو اکٹھا کر کے تمہیں ختم کروا دوں لیکن میں یہ ہرگز نہیں چاہتا ہے کہ ایک مسلمان کی تلوار دوسرے مسلمان کے لئے اٹھے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بات سن کر شرپسندوں نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس تمام صورتحال میں اپنی مصالحتی کوششیں مزید تیز کر دیں لیکن شرپسند اپنے مفاد سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھے۔ چنانچہ مصالحت کی تمام کوششیں رائیگاں چلی گئیں اور شرپسندوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ مزید تنگ کر دیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا یہ محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا اس دوران شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کا پانی بھی بند کر دیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سختی سے تمام لوگوں کو منع کر دیا کہ وہ ہرگز ہرگز تلوار نہ اٹھائیں کیونکہ وہ فساد نہیں چاہتے۔ شرپسند آپ رضی اللہ عنہ کی اس نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے۔

اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی یہ بے بسی

دیکھی نہ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے کھانے کا سامان اور پانی لے کر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچیں لیکن ان شرپسندوں نے وہ سامان گھر کے اندر جانے نہ دیا بلکہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی بدتمیزی کی جس پر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اشتعال میں آ گئے لیکن حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے سختی سے منع کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شرپسند باغیوں سے خطاب:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ شرپسند کسی بھی قسم کی مصالحتی کوششوں کے باوجود اپنے ارادوں سے باز نہیں آ رہے تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ گئے اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کتنی تنگ تھی' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے عوض کون مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحقہ زمین کو خرید کر مسجد کے لئے وقف کرے گا' میں نے وہ زمین مطلوبہ رقم ادا کر کے خریدی اور مسجد کے لئے وقف کر دی جس سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع ہوئی اور آج تم اس بابرکت مسجد میں سجدہ ریز ہوتے ہو۔ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت سوائے ایک کنویں کے تمام کنوؤں کا پانی کھارا تھا میں نے وہ میٹھا کنواں خریدا اور اسے تمام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور آج تم مجھے اور میرے اہل خانہ کو پیاسا مار رہے ہو۔"

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کا ان لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کے گرد اپنا محاصرہ اور تنگ کر دیا۔

❁❁❁
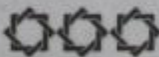
حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے فلاں صحابی کو بلاوَ۔ میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: تو پھر کیا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کسے بلاؤں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کو۔ چنانچہ میں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہٹنے کا حکم دیا اور پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں کچھ کہنے لگے جس سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ چنانچہ جب یومِ وار ہوا یعنی جس دن حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ان سے کیوں نہیں لڑتے؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان سے نہیں لڑوں گا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے اس لئے میں صبر کروں گا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خیال ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرگوشی یا وہ معاہدہ اسی دن کے لئے تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب شرپسندوں نے ان کے مکان کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ میں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: امیر المومنین! اب تو قتال کرنا حلال ہو گیا ہے آپ رضی اللہ عنہ ہمیں اس بات

کی اجازت دیجئے تا کہ ہم شرپسندوں کو ختم کر سکیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ مسلمان بھائی کا قتل کرو۔ پس اگر تم ایک بھی مسلمان کو قتل کیا تو تم نے تمام مسلمانوں کو قتل کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بات سن کر واپس لوٹ آیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان باغیوں سے جنگ کروں؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں اس مسلمان کے بارے میں جس کا خون میری وجہ سے بہایا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس اس حالت میں گیا کہ ان کے مکان کا محاصرہ شرپسندوں نے کر رکھا تھا۔ میں نے ان سے شرپسندوں کے خلاف تلوار اٹھانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ غنی وہ ہے جس نے اپنا ہاتھ اور اپنی تلوار روک لی۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا کہ ان کی کیا رائے ہے؟ کیا وہ مجھے باغیوں سے لڑنے کی اجازت دیتے ہیں؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے میری بات کے جواب میں فرمایا کہ اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! صبر کرو یہ بات بروزِ محشر تمہارے لئے حجت پکڑنے میں بہت کامل ہوگی۔

ابن سیرین کی روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: امیر المومنین! انصار دروازے پر موجود ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ اجازت دیں تو ہم پہلے کی طرح پھر اللہ عزوجل کے دین کی مدد کرنے والے ہیں؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن میں جنگ نہیں چاہتا۔

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا کہ کب تک آپ ہمارے ہاتھوں کو روکے رہیں گے؟ ہم کھا لئے گئے' اس قوم میں سے بعضوں نے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا اور بعضوں نے ہمیں پتھروں سے مارا' بعضوں نے ہم پر تلوار سونتی' آپ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیں؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں جنگ نہیں رکھتا اور اگر میں جنگ کا ارادہ کروں تو میں بچ جاؤں گا لیکن میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور ان لوگوں کو اور جوان لوگوں کو بھیجنے والا ہے ان کو بھی اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ پس تم جنگ و جدل سے بچو۔ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کبھی کسی سے کچھ نہ پوچھوں گا اور یہ کہہ کر باغیوں سے لڑائی شروع کر دی یہاں تک کہ زخمی ہوئے۔

ابن سیرین کی روایت ہے کہ جس وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا اس وقت کم و بیش سات سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کے گھر موجود تھے اور اگر آپ رضی اللہ عنہ اجازت دیتے تو ان باغیوں کو ختم کر ڈالتے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کے امام ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے جس کو آپ رضی اللہ عنہ دیکھ رہے ہیں' میں آپ رضی اللہ عنہ پر تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے کسی کو اختیار کر لیں۔ اول آپ رضی اللہ عنہ نکلیں اور ان باغیوں سے لڑیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ حق پر ہیں' دوم یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ یہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے جائیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ جب تک مکہ مکرمہ میں رہیں گے یہ آپ رضی اللہ عنہ کے خون کو حلال نہ سمجھیں گے' سوم یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ ملک شام چلے جائیں کیونکہ ملک شام کے لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں وہ پہلا شخص نہیں ہونا چاہتا جو اُمت میں خونریزی کرے اور اگر میں مکہ مکرمہ چلا جاؤں تو مجھے ڈر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کا فرمان ہے کہ قریش کا جو آدمی مکہ مکرمہ میں بے دینی کرے گا اس کے اوپر تمام عالم کا آدھا عذاب ہو گا اور میرے نفس کا کیا اعتبار اور جہاں تک بات ہے ملک شام جانے کی تو میں مدینہ منورہ چھوڑ کر حضور نبی کریم ﷺ کی ہمسائیگی سے محروم نہیں ہونا چاہتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر میں موجود تھا جب ہم میں سے ایک کو تیر مارا گیا۔ میں نے عرض کیا: امیر المومنین! اب تو تلوار چلانا ہمارے لئے مناسب ہے انہوں نے ہمارے ایک آدمی کو شہید کر دیا ہے؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! نہیں میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم تلوار پھینک دو اس لئے کہ وہ فقط میری جان لینے کا ارادہ کرتے ہیں اور میں اپنی جان تمام مسلمانوں کی جان دے کر نہیں بچانا چاہتا۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ایک آدمی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کا باغیوں نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے حج کے لئے اجازت طلب کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دے دی۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کل کو جب یہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ پر غالب آجائیں تو ہمیں کس کے ساتھ رہنا چاہئے؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جماعت کے ساتھ رہنا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر ان باغیوں کی جماعت غالب رہی تو پھر؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جماعت کے ساتھ جہاں کہیں بھی ہو۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سلام کرنے کے بعد عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے حکم دیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں میرے برادرزاد! تم واپس جاؤ یہاں تک کہ اللہ عزوجل اپنے امر کو پورا کر دے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حاضر

ہوئے۔ انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور کہا کہ امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری دیکھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور پھر ان کی فرمانبرداری کی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور پھر ان کی فرمانبرداری کی۔ آج مجھ پر دو قرض ہیں ایک میرے والد کا اور دوسرا خلافت کا' میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے حکم دیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے آل عمر! اللہ تم کو جزائے خیر دے مجھے خون کی حاجت نہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شرپسندوں سے آخری خطاب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی کھڑکی سے جھانکا اور شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''تم لوگ کس وجہ سے میرے قتل کے درپے ہو رہے ہو؟ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آدمی کا خون بجز تین باتوں کے حلال نہیں ہے۔ اول جب اپنی بیوی مصاحبت کے بعد زنا کرے' دوم جب کسی آدمی کو قتل کرے اور سوم جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے۔ پس اللہ کی قسم! میں نے کبھی زنا نہیں کیا' زمانہ جاہلیت سے آج تک میں نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد میں مرتد ہوا۔''

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پر موجود تھا جب باغیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اما بعد! تم لوگ میرے قتل کے درپے ہو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون ماسوائے تین باتوں کے حلال نہیں۔ اول وہ جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو' دوم جس نے زنا کیا ہو اور سوم جس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہو۔ پس اللہ کی قسم! میں نے ان تینوں میں سے کوئی کام نہیں کیا پھر بھی تم مجھے ناحق قتل کرنا چاہتے ہو۔''

حضرت ابو لیلیٰ کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بلوائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! تم مجھے قتل نہ کرو۔ پس اللہ کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تم پھر کبھی ایک ساتھ نماز نہ پڑھ سکو گے اور نہ ہی تم کبھی ایک ساتھ مل کر کبھی جہاد کر سکو گے اور تم آپس میں بٹ جاؤ گے یہاں تک کہ تم ایک دوسرے کے دشمن بن جاؤ گے۔''

پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سورۂ ھود کی آیت ذیل کی تلاوت کی:

''اے میری قوم! ضد تمہارے لئے اس کا باعث نہ بن جائے کہ تم پر بھی اسی طرح مصیبتیں نازل ہوں جیسے قومِ نوح علیہ السلام' قومِ ھود علیہ السلام' قومِ صالح علیہ السلام یا قومِ لوط علیہ السلام پر نازل ہوئیں اور وہ وقت عنقریب آنے والا ہے۔''

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اما بعد! اے لوگو! تم مجھے ایسی باتوں پر لعن طعن کرتے ہو جو تم نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں من و عن قبول کیں' میں نے تم سے نرمی برتی اور مروت سے کام لیا اس لئے تمہاری یہ

جرأت ہوئی کہ تم آج اس حد تک چلے گئے۔ میں تمہارا مسلمان بھائی
ہوں اور جہاں تک میرے بس میں تھا میں نے تمہاری اصلاح کی
کوشش کی، میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے حضرت
سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت اللہ عزوجل سے یہ دعا نہ
مانگی تھی کہ اللہ ایسی ہستی کو تم پر امیر بنائے جو تم سب کے لئے قابل
احترام ہو' کیا تم میرے سابق الاسلام ہونے کو نہیں جانتے' کیا تم
جانتے نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے قتل کی افواہ پر تمام صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی تھی' کیا تم جانتے نہیں کہ دین اسلام کے
لئے میری کیا خدمات ہیں' یاد رکھو! اگر تم نے مجھے ناحق قتل کیا تو روزِ
محشر تک کبھی تمہارے اختلافات ختم نہ ہوں گے اور تمہاری گردنیں
تلواروں سے بچ نہ پائیں گی۔''

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر شرپسندوں میں سے آواز آئی کہ بے شک آپ رضی اللہ عنہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے ہیں مگر ہم آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت سے ہٹائے بغیر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کے بعد شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کے گرد گھیرا مزید تنگ کر دیا اور سختی کے ساتھ کھانے پینے کی چیزوں کو اندر جانے سے روک دیا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس معاملے میں نہایت پریشان تھیں انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ' حضرت زبیر بن العوام اود حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ جنہوں نے صلح کی کوششیں کی تھیں ان کو ناکام ہوتے دیکھ لیا تھا اور ان کے پیش نظر اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا بھی حال تھا کہ ان شرپسندوں نے ان کے ساتھ کیسے بدتمیزی کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس نازک موقع پر حج کا ارادہ کیا اور اپنے بھائی محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ چلنے کے لئے کہا لیکن محمد بن ابوبکر

رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر میرے بس میں ہوتا کہ میں ان شرپسندوں کو باز رکھ سکوں تو میں ان کے اس ناپاک ارادے کو پورا نہ ہونے دوں۔

امیر الحجاج:

حج کا مہینہ شروع ہوا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مکان کے باہر پہرہ دے رہے تھے ان کو بلایا اور ان سے کہا کہ میں تمہیں اس سال امیر الحجاج مقرر کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ میرے لئے ان شرپسندوں سے لڑنا حج کرنے سے افضل ہے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! تم ان سے نہیں لڑو گے اور میں تمہیں لوگوں پر امیر الحجاج مقرر فرماتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ناچار حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم کو تسلیم کر لیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مجھے امیر الحجاج مقرر کرنے کے بعد میں نے لوگوں کو حج کرایا اور انہیں حج کا خطبہ دیا۔ جب میں حج کے بعد واپس مدینہ منورہ آیا تو شرپسند' حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر چکے تھے۔

اہل مکہ کے نام خط:

کتب سیر میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اہل مکہ کے نام ایک طویل خط کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیا کہ وہ یہ خط حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو دے دیں۔ عبدالمجید بن سہیل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس خط کی عبارت یوں نقل فرمائی ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' امیر المومنین عبداللہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے مسلمانانِ عالم اور اہل مکہ کے نام' السلام علیکم!

اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد گذارش ہے کہ میں تمہیں اللہ عزوجل

کی یاد دلاتا ہوں جس نے تم پر اپنا فضل کیا اور دین اسلام کی تعلیمات
سے تمہارے دلوں کو روشن کیا، تمہیں اندھیروں سے نکال کر ہدایت
عطا فرمائی، تم پر اپنی دلیل واضح کی، تمہارے رزق کو بڑھایا، تمہیں
دشمن سے مقابلے میں فتح عطا فرمائی، تم پر اپنے بے شمار انعام واکرام
کئے یہاں تک کہ اس نے فرمایا کہ اگر تم میرے احسانات شمار کرنا
چاہو گے تو شمار نہ کر پاؤ گے اور انسان بڑا سرکش اور جفا کار ہے۔
ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا خوف دل
میں اس قدر رکھو جس قدر رہونا چاہئے اور جب تم مرو تو حالت اسلام
میں مرو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ نیز فرمایا: اے
ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرو وہ معاہدہ یاد کرو جس کو سن
کر تم نے اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کیا تھا۔ اے ایمان والو! اگر
تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس خبر کی پہلے خوب اچھی
طرح تصدیق کرو اور جس قدر ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ نیز فرمایا:
جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی پختہ قسموں کے بدلے میں حقیر قیمت
خریدتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور قسموں کو پختہ کرنے
کے بعد نہ توڑو۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اولوالامر کی
اطاعت کرو۔ پھر فرمایا: اللہ نے ایمان لانے والوں اور نیک کام
کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو زمین پر حکومتیں عطا
کرے گا مگر سرکش انسان فاسق ہے۔ نیز فرمایا: اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو
لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر بیعت کرتے ہیں وہ گویا اللہ عزوجل
سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ عزوجل کا ہاتھ ہوتا ہے۔
ان فرمودات کی روشنی میں یاد رکھو کہ اللہ عزوجل، فرمانبرداری سے

خوش ہوتا ہے اس نے گناہ اور باہمی اختلاف پر وعید سنائی ہے۔ اس نے پچھلی قوموں کے واقعات کو اپنی کتاب میں بیان کر کے ہم پر حجت قائم کی ہے لہٰذا اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہو اور اگر تم لوگ واقعات پر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ گذشتہ اقوام کی بھلائی کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ ان کا متفقہ ومتحدہ طور پر ایک قائد ہو جو ان میں اتفاق واتحاد برقرار رکھے اگر تم تفرقہ واختلاف کی راہ اختیار کرو گے تو تمہاری جماعت متحد نہ رہے گی دشمن تم پر حاوی ہو جائیں گے اور تم ایک دوسرے کی عزتوں پر حملہ کرنے لگو گے۔ جان لو کہ اللہ کا دین ان سب کی وجہ سے مضبوط نہ رہے گا اور تم لوگ مختلف ٹولیوں میں بٹ جاؤ گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جن لوگوں نے دین کو تقسیم کیا ان سے تم کچھ تعلق نہ رکھو اور ان کا معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد کردو۔ اخیر میں میں تم لوگوں کو بھی وہی نصیحت کرتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور میں تمہیں اللہ کے عذاب سے بھی خبردار کرتا ہوں وہ عذاب جو اس نے قومِ نوح علیہ السلام، قومِ ہود علیہ السلام، قومِ صالح علیہ السلام یا قومِ لوط علیہ السلام پر نازل کیا۔ میں تم لوگوں سے گذارش کرتا ہوں کہ اپنا رشتہ حق تعالیٰ کے ساتھ مضبوط کرلو اور دنیوی لالچ میں اپنا اخروی فائدہ برباد نہ کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب لوگوں پر حق کو پیش کیا تو کچھ لوگوں نے حق کو قبول کرلیا اور کچھ لوگوں نے جھگڑنا شروع کر دیا اور جنہوں نے حق کو قبول کرلیا وہ کامیاب ہو گئے اور جنہوں نے حق کو قبول نہ کیا وہ دور ہو گئے۔ یہ شرپسند لوگ اس بات کے خواہاں ہیں کہ وہ مجھے مار کر حق کو قائم کرلیں گے۔ ان

لوگوں کا مطالبہ ہے کہ حدود قائم ہونی چاہئے میں نے کہا جس کو تم حد سمجھو اس پر بے شک حد قائم کرو خواہ کوئی اپنا ہو یا پرایا۔ ان لوگوں نے مطالبہ کیا کہ کتابِ الٰہی کی اطاعت کا نفاذ کرو میں نے کہا بالکل ٹھیک بات ہے آگے آؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے اس میں کمی بیشی نہ کرو۔ ان لوگوں نے مطالبہ کیا کہ غریب کو روٹی اور مزدور کو اس کی مزدوری ملنی چاہئے میں نے کہا: صدقہ اور خمس کے مال میں کسی کا حق ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ ان لوگوں نے مسجد نبوی ﷺ میں میری نماز بند کر دی اور مجھ پر پانی بند کر دیا۔ یہ لوگ مجھ سے خلافت سے دستبرداری کا مطالبہ کرتے ہیں اور میرا خون بہانا چاہتے ہیں لیکن میں ہرگز ہرگز خلافت سے دستبردار نہ ہوں گا۔ آج اگر کوئی دنیا کا طالب ہوگا تو اس کو تقدیر الٰہی کے مطابق حصہ ملے گا' جو اللہ کی رضا' آخرت کے گھر کی بھلائی' اُمت کی بہتری اور حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کو تھام کر اٹھے گا اور حضور نبی کریم ﷺ کے بعد منتخب ہونے والے خلفاء کی اطاعت کرے گا وہ اللہ عزوجل کی جانب سے جزائے خیر کا حقدار ہوگا اور اللہ عزوجل بدعہدی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا' میں اپنا اور اپنے خاندان والوں کا نظم وضبط اور صبر و تحمل قائم رکھے ہوئے ہوں اور اللہ عزوجل کے فیصلے کا منتظر ہوں۔ میں تمہیں اختیار دیتا ہوں کہ تم اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق ہم دونوں فریقوں کا فیصلہ کرنا اور میں تمہیں اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنے عہد پر قائم رہنا کیونکہ روزِ محشر عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ آخیر میں دعا ہے کہ اللہ عزوجل تم سب کی مغفرت فرمائے اور تمہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ میری طرف سے تمام مسلمانوں کو سلام۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ خط حج کے موقع پر پڑھ کر سنایا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت:

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کے محاصرے کو جب چالیس دن گزر گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کا پانی اور کھانا بند کر دیا گیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ مسلسل روزے رکھ رہے تھے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ)! مجھے معلوم ہے کہ تم مسلسل روزے سے ہو اور تمہیں بہت پیاس لگی ہوئی ہے۔ تم فکر نہ کرو کل کا روزہ تم میرے پاس حوضِ کوثر کے پانی سے کھولو گے' یہ ظالم تمہیں شہید کر دیں گے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور بشارت سے بہت خوش ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ اپنی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔

شہادت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت کے بعد اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب ان کی شہادت کا وقت نزدیک آ گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام غلاموں کو بلا کر ان کو آزاد کر دیا لیکن انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری بروز جمعہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھیں۔ چند شرپسند مکان کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے ان میں محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک پکڑی

اور برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر تمہارے والد زندہ ہوتے تو وہ کبھی میری داڑھی کو یوں نہ پکڑتے اور میرے بڑھاپے کا احترام کرتے، میں تمہارے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے مدد کا طلبگار ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور واپس چلے گئے۔

روایات میں آتا ہے کہ شرپسندوں نے جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے مکان پر باقاعدہ حملہ کیا تو اس وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر تعینات حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور دیگر نے ان سازشیوں کو روکنے کی کوشش اور ان سے مقابلہ کر کے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب لڑائی کی صورتحال دیکھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں لڑائی کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ میں کسی مسلمان کا خون بہانا نہیں چاہتا۔

جس وقت شرپسندوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر حملہ کیا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں تمہیں اللہ عزوجل کے قہر سے ڈراتا ہوں، اگر تم نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا تو اس کی معافی تمہیں کبھی نہ ملے گی اور اللہ تعالیٰ ایک عثمان (رضی اللہ عنہ) کے بدلے اسی ہزار کو قتل کرے گا، جب تک عثمان (رضی اللہ عنہ) زندہ ہیں مدینہ منورہ کی حفاظت فرشتے کر رہے ہیں اور جب تم عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دو گے یہ فرشتے یہاں سے چلے جائیں گے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بروزِ شہادت روزہ سے تھے۔ جب شرپسندوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شرپسندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا میں آج بھی اس عہد پر قائم ہوں۔

حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد سودان بن حمران اور قتیرہ آگے بڑھے اور انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ اس دوران

غافقی جس کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھیار تھا اس نے وہ ہتھیار حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سر پر دے مارا۔ اس دوران سودان بن حمران تلوار لئے آگے بڑھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو للکارتے ہوئے بولا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! تو کس دین پر ہے؟ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں۔ سودان بن حمران نے آپ رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر تلوار کا وار کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے روکا اور ہاتھ کٹ کر گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ ہاتھ تھا جس سے میں وحی لکھتا تھا اور آج یہ ہاتھ راہ حق میں کٹ گیا اور یہ وہی ہاتھ ہے جس سے میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اس دوران ایک اور ظالم آگے بڑھا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر برچھی سے زخم لگایا اور اس کے بعد ان ظالموں نے لگاتار وار کرنے شروع کر دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن مجید پڑھا ہوا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے خون مبارک کا پہلا قطرہ جس آیت پر گرا وہ یہ تھی:

فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم.

"تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑا اور زمین پر گر پڑے ان ظالموں نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ اس دوران حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے غلام جو کہ چھت پر موجود تھے وہ شور سن کر بھاگے ہوئے آئے ان میں سے ایک غلام نے سودان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جبکہ ایک اور غلام نے قتیرہ پر حملہ کر دیا لیکن وہ خود اس حملے میں شہید ہو گیا۔ شور کے ساتھ ہی باقی شرپسند جو کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کے باہر موجود تھے وہ اندر آ گئے اور انہوں نے گھر کے تمام افراد کو باہر نکال کر لوٹ مار شروع کر دی۔ قتیرہ جو کہ پہلے حملے میں بچ گیا تھا جب وہ مکان سے باہر نکلنے لگا تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک اور غلام نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا۔ ان شرپسندوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کو بھی زخمی کر دیا اور ان کی چادر بھی اتار لی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک اور غلام جو

کہ اس موقع پر موجود تھا اس سے برداشت نہ ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر اس شر پسند کا سر قلم کر دیا۔ دنیاوی لالچ میں ڈوبے ہوئے یہ شر پسند حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد اب لوٹ مار میں مصروف تھے۔

علامہ زہری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بوقت عصر تلاوت کلامِ پاک کرتے ہوئے شہید کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کا بچانے کی کوشش جس میں وہ زخمی ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حبشی غلام نے کنانہ بن بشر کو قتل کر دیا جبکہ سودان بن احمر نے اس حبشی غلام کو شہید کر دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد باغی لوٹ مار میں مصروف ہو گئے ان کو دیکھ کر حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ چور ہیں، تم نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا ہے جو کثرت سے روزے رکھنے والا اور نمازیں پڑھنے والا تھا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ، اپنے ساتھیوں کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور عمرو بن حمق کو ساتھ لے کر ایک مسلمان عمرو بن حزم کے گھر میں داخل ہوئے جن کا گھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کے ساتھ تھا اور ان کے گھر کی دیوار پھلانگ کر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی زوجہ حضرت، نائلہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ تلاوت کلامِ پاک میں مصروف تھے۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک پکڑی اور کہا: اے نعثل! اللہ تجھے رسوا کرے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نعثل نہیں عثمان ہوں۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے اس بڑھاپے میں بھی خلافت کی لالچ ہے؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے! اس داڑھی کو نہ پکڑ کیونکہ اس داڑھی کو کبھی تیرے باپ نے بھی نہیں پکڑا اور اگر آج تمہارے باپ زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے اِس بڑھاپے کی قدر کرتے اور میری داڑھی کو یوں نہ پکڑتے۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب یہ الفاظ سنے تو داڑھی مبارک چھوڑ دی اور واپس

ہو گئے۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جاتے ہی عبدالرحمن بن عدلیس جو کہ شرپسندوں کا سرغنہ تھا وہ بھی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہو گیا۔ کنانہ بن بشر نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر پہلا حملہ کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد سودان بن حمران نے آپ رضی اللہ عنہ پر تلوار کے وار کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خون قرآن مجید کی آیت ذیل پر گرا۔

فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم.

''تمہارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد عمرو بن حمق آگے بڑھا اور سینہ مبارک پر چڑھ کر نیزے سے زخم لگانے لگا۔ اس کے بعد عمیر بن ضابی آگے بڑھا اور اس بدبخت نے آپ رضی اللہ عنہ کو ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں جس سے آپ رضی اللہ عنہ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد ان بدبختوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے چھت پر جا کر اعلان کیا: اے لوگو! امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا امامت سے انکار:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم دار میں جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ باغیوں نے شدید کر دیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مکان سے نکلے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سر پر باندھ رکھا تھا اور ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی تھی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور شرپسندوں کو وہاں سے بھگا دیا۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے سلام کرنے کے بعد عرض کیا: امیر المومنین! بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امر اس وقت تک حاصل نہیں کیا

جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں سمیت ان کا مقابلہ جو شکست کھانے والے تھے نہ کرلیا اور خدا کی قسم! اس قوم کے متعلق اس کے سوا اور کوئی گمان نہیں کہ یہ آپ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے ہیں' آپ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیں کہ ہم ان سے لڑیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے ہو جس آدمی نے اللہ کے لئے حق کو دیکھا اور اس بات کا اقرار کیا میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے، بارے میں نہ تو کسی کا خون بہایا جائے اور نہ خود کا خون بہنے دیا جائے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ انہیں اجازت دی جائے لیکن حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھر سے نکلے اور یہ کہتے جاتے: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے اپنی کوشش کی انتہاء کرلی۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے امامت کے لئے درخواست کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے امامت کرانے سے انکار کردیا اور فرمایا: میں ایسی حالت میں تمہاری امامت کروں جبکہ تمہارا امام موجود ہو اور اسے قید کردیا جائے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے تنہا نماز ادا کی اور گھر چلے گئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب گھر پہنچے تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ گھر پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ شدید ہوگیا ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: یہ باغی انہیں شہید کردیں گے۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کئے جانے کے بعد کس مقام پر دیکھتے ہیں؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کو جنت کے باغات میں دیکھتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن (رضی اللہ عنہ)! ان باغیوں کا کیا انجام ہوگا؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سب آگ اور ذلت کے گڑھوں میں ہوں گے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ۱۸ ذی الحجہ بروزِ جمعہ ۳۵ ہجری کو شہید کیا گیا۔ بوقت شہادت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک بیاسی برس تھی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت قریباً بارہ سال تھی۔

تجہیز و تکفین:

روایات میں موجود ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جسم اطہر تین دن تک آپ رضی اللہ عنہ کے گھر بے گور و کفن پڑا رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے اردگرد سازشیوں نے شورش برپا کر رکھی تھی۔ بالآخر آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چوتھے روز حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ ان سازشیوں کو سمجھائیں کہ اب تو وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تدفین کرنے دیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سازشیوں کے پاس پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسنؓ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم اور دیگر کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جنازہ لاتے دیکھا۔ جنازہ کے ہمراہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کچھ رشتہ دار بھی تھے۔ شرپسندوں نے کوشش کی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو روکیں لیکن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے چند جوانوں کو حکم دیا کہ اگر یہ کچھ کریں تو ان کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع سے ملحقہ باغ حش کوکب میں لایا گیا جو آج کل جنت البقیع کا حصہ ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ و دیگر نے آپ رضی اللہ عنہ کو قبر مبارک میں اتارا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے ساتھ سترہ افراد تھے جنہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو حش کوکب میں دفن کیا اور شرپسندوں کے شر کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا نشان چھپا دیا۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے خون آلود کپڑوں میں ہی مدفون کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو غسل نہیں دیا گیا۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت ربیع بن مالک بن ابی عامر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ میں شامل تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جسد خاکی ایک ٹوٹے ہوئے کواڑ پر اٹھایا گیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اس تختے سے ٹکراتا تھا اور ہمیں خدشہ تھا کہ کہیں جسم مبارک کو کچھ ہو نہ جائے لیکن اللہ عزوجل کا بے حد شکر ہے کہ جسم مبارک کو کچھ نقصان نہ پہنچا اور ہم انہیں بخیر وعافیت دفن کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا سانحہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دین اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پھر کبھی دوبارہ متحد نہ ہو سکے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلافات بڑھتے چلے گئے جس کے نتیجے میں اغیار نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں میں کئی فرقوں کو پیدا کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی تکمیل سند کو پہنچی کہ میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت جن حالات میں ہوئی اس سے سلطنت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر گیا اور سلطنت اسلامیہ کئی حصوں میں تقسیم ہوگئی۔
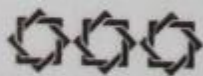
حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تاثرات

غم وغصے کی کیفیت پورے مدینہ منورہ طاری تھی لیکن اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا واسطہ دے کر لوگوں کے غصے کو کم کیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابرین سکتے میں آ گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غم وغصے کی حالت میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور ان کے گھر کی حفاظت پر مامور اپنے دونوں بیٹیوں کا جھڑکتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تم دونوں کو ان کی حفاظت کے لئے مامور کیا اور تمہارے ہوتے ہوئے وہ شہید کر دیئے گئے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جھڑکا اور شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ تم حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو دھکے دیئے اور سخت سست کہا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ) کو ناحق مارا گیا، اللہ کی قسم! ان کا نامہ عمال دھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک ہے۔

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر زاروقطار رویا کرتے تھے۔

حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر ان کی یاد میں رویا کرتے تھے۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا: میں اس وقت تک نہ ہنسوں گا جب تک کہ ان سے مل جاؤں۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر فرمایا: آہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت سے اسلام میں وہ رخنہ پڑ گیا ہے جو قیامت تک کبھی بند نہ ہوگا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حج کے موقع پر جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے زاروقطار روتے ہوئے فرمایا: اگر ساری خلقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شامل ہوتی تو اس پر قومِ لوط کی طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے۔

حضرت ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ جو کہ صنعائے یمن کے والی تھے ان کو جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا: آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی جاتی رہی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا مرثیہ:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر پرسوز مرثیہ لکھا جس کا مفہوم یہ تھا:

''اے کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ)! یہ لوگوں کو کیا ہو گیا اور تیری عقل کیوں گم ہے اور تیری آنکھوں میں کیوں آنسو آرہے ہیں۔

افسوس اس خبر پر جو تجھ تک پہنچی اور اس خبر کو سن کر پہاڑوں پر لرزا

کیوں نہ طاری ہو گیا۔

امیر المومنین کا قتل دلوں کو بے چین کرنے والا ہے جس کے سبب ایک خوفناک مصیبت کھڑی ہونے والی ہے۔

امیر المومنین کے قتل پر سورج گرہن میں ہے اور ستارے چھپ گئے ہیں۔

آہ! یہ کیسا دردناک منظر ہے جب میت کو کاندھوں پر اٹھائے لئے چلے جا رہے ہیں۔

چند غمگساروں نے اپنے بھائی کو لحد میں اتارا ہے ان کی عظمت کے سائے میں بہت سے یتیم پلتے تھے۔

آہ! ایک ایسی شام بھی آئی کہ وہ گھر میں محصور کر دیئے گئے۔

وہ دشمنوں کے ظلم و ستم نہایت خندہ پیشانی سے سہتے رہے اور صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

اے کعب (رضی اللہ عنہ)! تو آج تک مالک ہی کو روتا رہا اور گلی گلی اس کے سوگ میں پھرتا رہا۔

اے کعب (رضی اللہ عنہ)! آنسو بہا عثمان (رضی اللہ عنہ) پر جو کہ نہایت شریف النفس تھے۔

اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! تجھے ان لوگوں نے ناحق قتل کیا حالانکہ یہ لوگ تیری پاکیزہ زندگی سے آگاہ تھے۔"

ایک اور موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ یوں گویا ہوئے:

"عثمان (رضی اللہ عنہ) نے انتقام لینے والے ہاتھوں کو روکا اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور یہ یقین کر لیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ان سے غافل نہیں اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم مقابلہ مت کرو۔

پھر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ شہادتِ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اُمت میں کس قدر فتنہ پیدا کر دیا اور پھر تم نے دیکھا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے بعد بھلائی اُمت سے اس طرح نکل گئی جس طرح آندھی آکر چلی جاتی ہے۔''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مرثیہ:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جنہیں شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اعزاز حاصل ہے انہوں نے جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو آنسو بہاتے ہوئے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں مدح سرا ہوتے ہوئے قاتلین عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خلاف یوں لب کشائی کی:

''تم نے جہادِ عظیم کو پس پشت ڈال دیا اور یہاں آکر روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم سے لڑنے لگے۔
یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کا یہ بدترین طریق رہبری کے ساتھ قتل کرنے والا کس قدر بدکار ہے۔
تم نے مدینہ منورہ کے اردگرد پیش قدمی کرنے کا ارادہ کیا تو ہم نے چراگاہوں کو تمہارے تیروں کا مہمان خانہ بنایا۔
اور اگر تم نے پشت پھیری تو تمہارا یہ سفر یقیناً بدترین سفر ہوگا اور تمہارے گمراہ امیر کا حکم ماننا بہت ہی برا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ قربانیاں ہیں کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر شام کے وقت ذبح کر دیئے جاتے ہیں۔
میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے روتا ہوں جو آزمائش کے سخت دور سے گزرے اور جنت البقیع میں جا سوئے۔''

ایک اور موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یوں لب کشائی کی:

''جسے بغیر کسی ملاوٹ کے خالص موت کی تمنا ہو وہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دستر خوان پر چلا جائے۔
آہنی شمشیروں کے حلقے تمہیں دکھائی دیں گے اور ان میں وہ چمکتی تلواریں بھی نظر آئیں گی جنہوں نے کئی جسموں کو لالہ زار کر دیا۔
تم پر میری ماں اور ماں کے بیٹے قربان' صبر کرو کہ بعض اوقات مصیبت میں صبر ہی کام آتا ہے۔
ہم راضی ہیں اہل شام سے جو اس باغی گروہ سے نفرت کرتے ہیں' امیر پر اور اپنے بھائیوں کی اخوت پر خوش ہیں۔
میں اس شامی برادری میں رہوں گا چاہے وہ مجھ سے دور ہو یا میرے پاس ہو۔
میں جب تک زندہ رہوں گا میرا یہی فیصلہ ہے تم مجھے ان کے دیس میں پڑا ہوا پاؤ گے۔
اے خونِ عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک اور موقع پر اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا:
''آج ابن اروی کا گھر ان سے خالی ہے' کوئی دروازہ ٹوٹا ہوا ہے اور کوئی جلا ہوا ویران ہے۔
اروی کے اس دروازے پر کبھی لوگ اپنی حاجت اور بھلائی کے لئے جمع ہوتے تھے اور شرافت اس دروازے پر سر جھکاتی تھی۔
لوگو! اپنے اندرونی جذبات کا مظاہرہ کرو اور یاد رکھو کہ اللہ کے نزدیک سچ اور جھوٹ کبھی برابر نہیں ہوتے۔
لوگو! تمہیں پروردگارِ عالم کا واسطہ! باغیوں کی فوج در فوج کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

باغیوں کی اس جماعت میں وہ بد باطن بھی ہیں جو پ ہیں اور اپنی اس جماعت کی قیادت کر رہے تھے۔''

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت فرمایا: خدا کی قسم! میں آپ رضی اللہ عنہ کی مدح کیسے بیان کروں، مجھے ایسی کوئی بات معلوم نہیں جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہوں، میں ایسی کسی بات کے بارے میں نہیں جانتا جس سے آپ رضی اللہ عنہ بے خبر ہوں، میں آپ رضی اللہ عنہ سے کسی بات میں سبقت نہیں رکھتا، میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کوئی علم حاصل نہیں کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہو اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل نہ کیا ہو، جس طرح میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے سنا اور جس طرح میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ رضی اللہ عنہ یقیناً ہم سے افضل ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہر مشکل وقت میں اپنی جان و مال سے دین اسلام کی خدمت کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی فتنوں کا ذکر کرتے تھے تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ یہ ناحق ان فتنوں میں شہید کیے جائیں گے۔

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کا خطاب اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ بنت فرافصہ رضی اللہ عنہا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت زخمی ہو گئی تھیں انہوں نے اہل مدینہ کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کی تقریر کی:

''اما بعد! اے لوگو! عثمان (رضی اللہ عنہ) مظلومی کی حالت میں تمہارے سامنے قتل کر دیئے گئے' ان کا قتل عوام کا اعتماد حاصل کرنے کے باوجود ہوا۔ اے لوگو! میرے یہاں کھڑے ہونے پر تم حیرت کا اظہار نہ کرو۔ مجھ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہے اور میں اس عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے صدمہ میں ہوں' وہ عثمان (رضی اللہ عنہ) جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الرائے سمجھتے تھے' وہ جنہوں نے ہر مشکل وقت میں اپنی جان اور مال کے ساتھ قربانی دی۔ کوئی بڑے سے بڑا ر ربھی ان کی فضیلت سے انکار نہیں کر سکتا۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین تھے۔ اے لوگو! عثمان (رضی اللہ عنہ) کا خون ناحق بہایا گیا اور ان کو قتل کر کے ایک ہی وقت میں چار حرمتوں کو پامال کیا گیا۔ اول اسلام کی حرمت' دوم خلافت کی حرمت' سوم ماہ مقدس کی حرمت اور چہارم مدینہ طیبہ کی حرمت۔ یہی نہیں ان کو دفن کرنے میں بھی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شامل اور سازش کرنے والے یہ بات یادرکھیں کہ عنقریب وہ عبرت ناک انجام سے دوچار ہونے والے ہیں۔ شرپسندوں کے ناپاک ارادے انہیں غلامی کا طوق پہنائیں گے۔ تم نے اس شخص کو قتل کیا جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیار کرتے تھے حتیٰ کہ اپنی دو صاحبزادیوں کا یکے بعد دیگرے نکاح ان سے کیا۔ تم نے اس شخص کو قتل کیا جس کا دسترخوان وسیع اور نیکیوں سے بھرپور تھا۔ اے لوگو! اب تمہاری کوئی ندامت و شرمندگی تمہارے کام نہیں آنے والی اور نہ ہی تمہارا کوئی عذر سنا جائے گا۔''

بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا خطاب:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا:

''امابعد! اے قاتلین عثمان! یہ بات یادرکھو کہ ہر ایک کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں جانا ہے۔ تم نے میرے باپ کو حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شہید کیا اور ان کا ناحق خون بہایا۔ اے قاتلین عثمان! تمہارے یہ مطالبے پہلے کیوں نہ ظاہر ہوئے جب عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) تمہارے خلیفہ تھے اس وقت تمہاری ہمتیں کہاں گئیں۔ جب میرے باپ تم پر خلیفہ مقرر ہوئے تو تم نے شر پھیلانا شروع کر دیا کیونکہ وہ فطرتاً نرم دل اور درگزر کرنے والے تھے۔ تم نے دنیا کے حسن میں کھو کر ہر چیز کو خوشگوار سمجھ لیا اور یہ خیال کیا کہ تمہاری معافی جلد ہو جائے گی اور تم نے اپنی تلواریں نکال لیں مگر اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ یہ تلواریں جو ظلم و جبر کے لئے بلند ہوئیں تمہارے لئے نحوست کا باعث ہوں گی۔ تم ہاتھ پھیلائے رحم کی بھیک مانگو گے مگر تمہارے سر تمہارے کندھوں

سے اڑا دیئے جائیں گے۔ اللہ عزوجل نے اپنی مدد دور کر دی اور جو لوگ سچے دل سے اللہ عزوجل سے معافی مانگتے ہیں میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔"

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط تحریر کیا جسے آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی کٹی ہوئی انگلیوں سمیت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ملک شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا خط کا متن کچھ یوں تھا:

"نائلہ بنت فرافصہ (رضی اللہ عنہا) کی جانب سے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے نام!

میں تم لوگوں کو اس خط کے ذریعے اس پروردگار عالم کی طرف بلاتی ہوں جس نے تم پر احسانات کئے۔ عثمان (رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا گیا' کیا تم پر عثمان (رضی اللہ عنہ) کے کچھ حقوق نہیں' عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت میری آنکھوں کے سامنے ہوئی اور اہل مصر کے یہ شرپسند جو کہ دین اسلام کے بدترین دشمن ہیں انہوں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو نہایت بیدردی کے ساتھ شہید کیا۔ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان شرپسندوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے ناپاک ارادوں سے باز نہ آئے۔ میں اس خط کے ساتھ اپنی کٹی ہوئی انگلیاں اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کا خون سے رنگین کرتہ تمہیں بھیج رہی ہوں اور ہم پر جو مصیبت ٹوٹی ہے اس کی فریاد اللہ عزوجل سے کرتی ہوں۔ اللہ عزوجل عثمان (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے اور ان کے قاتلوں پر اس کی لعنت ہو۔"
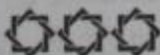
حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وصیت

حضرت علاء بن فضل رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ سے منقول کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے گھر موجود ایک صندوق سے آپ رضی اللہ عنہ کی ذیل کی وصیت نکلی:

''اما بعد! یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کی وصیت ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ جنت اور دوزخ حق ہیں اور بے شک اللہ عزوجل ان مردوں کو جو قبروں میں مدفون ہیں ایسے دن میں اٹھائے گا جس کی آمد میں کوئی شک نہیں، بے شک اللہ عزوجل وعدہ خلافی نہیں کرتا، اسی پر عثمان (رضی اللہ عنہ) زندہ رہا اور اسی پر وفات پائے گا اور اسی عقیدہ پر انشاء اللہ اس کی بعثت ہوگی۔''

اس وصیت کی پشت پر ذیل کے اشعار تحریر تھے۔

ترجمہ: ''نفس کا غنا نفس کو ہر طرح بے پروائی بخشتا ہے یہاں تک کہ اس نفس کو بہت بزرگ کر دیتا ہے اور اگر نفس غنا سے چشم پوشی برتتا ہے تو اس کو محتاجگی نقصان دے گی۔
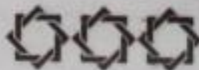
فرمودات

- بندگی کا مفہوم ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے احکام پر عمل کرے، جو عہد کرے اسے پورا کرے اور جو مل جائے اس پر صبر کرے۔
- خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔
- دنیا کی فکر سے دل تاریک ہوتے ہیں اور آخرت کی فکر کرنے سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔
- اس کے لئے بربادی ہے جسے اللہ لمبی عمر عطا کرے لیکن وہ آخرت کے لئے کچھ نہ کرے۔
- جس کے لئے دنیا قید ہے اس کے لئے قبر راحت کا مقام ہے۔
- جب کسی کو اچھا کرتے دیکھو تو اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔
- اللہ عزوجل کے محب کو تنہائی پسند ہوتی ہے۔
- اللہ عزوجل کے ساتھ تجارت کرنے والا کبھی خسارے میں نہیں رہتا۔
- ایک پرہیزگار فقیہہ شیطان ہزار عابدوں پر بھاری ہے۔
- جنت کے اندر رونا عجیب ہے جبکہ دنیا کے اندر ہنسنا عجیب ہے۔
- فقیر کے ایک درہم کا صدقہ غنی کے لاکھ درہم کے صدقہ سے بہتر ہے۔
- افضل ترین ایمان یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو ہمہ وقت اپنے ساتھ تصور کرے۔
- حیاء کے ساتھ نیکیاں اور بے حیائی کے ساتھ برائیاں وابستہ ہیں۔
- تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے جبکہ گفتار کا روح پر۔

- اگر تو گناہ کرنا چاہتا ہے تو ایسی جگہ جا جہاں تجھے اللہ نہ دیکھے۔
- ترغیب دلانے کے لئے اعلانیہ صدقہ خفیہ صدقہ سے بہتر ہے۔
- سخاوت مال کا پھل ہے، عمل علم کا پھل ہے اور اللہ کی رضا اخلاص کا پھل ہے۔
- مومن کے لئے اس کی ذلت بے دین ہونے میں ہے نہ کہ بے زر ہونے میں۔
- جس شخص کو سارا سال گزرنے کے بعد بھی کوئی تکلیف یا بیماری نہ آئے تو وہ جان لے کہ اس کا خدا اس سے ناراض ہے۔
- علم بغیر عمل کے نفع دے سکتا ہے مگر عمل بغیر علم کے نفع نہیں دیتا۔
- جب دل میں غرور اور تکبر پیدا ہو تو اپنے جوتے گانٹھ لو، کپڑے دھولو، کپڑوں میں پیوند لگالو یا پھر کسی بیمار غلام کی عیادت کرلو تمہارا تکبر رفع ہو جائے گا۔
- عافیت کے نو حصے الگ رہنے میں ملتے ہیں جبکہ ایک حصہ لوگوں کے ساتھ رہنے میں ملتا ہے۔
- حیرانگی ہے اس شخص پر جو دوزخ کو برحق مانتا ہے مگر پھر بھی گناہ کرتا ہے۔
- حیرانگی ہے اس شخص پر جو اللہ عزوجل پر ایمان کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر پھر بھی غیروں پر بھروسہ رکھتا ہے۔
- حیرانگی ہے اس شخص پر جو موت کو برحق مانتا ہے مگر پھر بھی ہنستا ہے۔
- حیرانگی ہے اس شخص پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے مگر پھر بھی اس کے لئے جستجو کرتا ہے۔
- حیرانگی ہے اس شخص پر جو شیطان کو اپنا دشمن جانتا ہے مگر پھر بھی اس کی اطاعت کرتا ہے۔

ہماری چند دیگر مطبوعات

Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Designed by: Sakhawat 0321-8440620